64۔ امام مالک رحمہ اللہ کا خواب اور اس کی تعبیر

امام مالک نے ایک روز خواب دیکھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دربار مبارک قائم ہے امام مالک حاضر ہیں۔ عرض کیا یا رسول اللہ میرا جی چاہتا ہے کہ مدینہ کی زمین مجھے قبول کر لے۔ اور مجھے معلوم ہو جائے کہ میری عمر کے کتنے دن باقی ہیں۔ سال ہے یا دو سال ہیں تا کہ اطمینان ہو جائے اور میں عمرہ کر آؤں۔

مؤرخین لکھتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس طرح سے ہاتھ اٹھایا کہ پانچوں انگلیاں کھلی ہوئی تھیں۔ اب امام مالک حیران ہیں کہ پانچ انگلیاں آپ نے اٹھائی ہیں تو آیا یہ مطلب ہے کہ پانچ دن باقی ہیں میری عمر کے یا پانچ مہینے یا پانچ برس ہیں۔ کچھ سمجھ میں نہیں آتا۔ امام مالک کے ہمعصر امام محمد بن سیرین ہیں جو تعبیر خواب کے امام ہیں اور خواب کی تعبیر پر انہوں نے مستقل کتابیں لکھی ہیں۔ جلیل القدر امام ہیں اور ایسی تعبیر دیتے تھے کہ ہاتھ کے ہاتھ تعبیر واقعات کی صورت میں ظاہر ہوتی تھی۔ ان کو یہ مناسبت تعبیر سے تھی۔ اس قسم کے ان کے بہت سے واقعات ہیں۔

تو امام مالک نے ایک شخص سے کہا کہ تم جا کر ابن سیرین سے میرا خواب بیان کر دو مگر میرا نام مت لینا۔ یہ کہنا کہ مدینہ میں رہنے والے ایک شخص نے یہ خواب دیکھا ہے اس کی تعبیر کیا ہے۔ چنانچہ وہ شخص حاضر ہوا اور اس نے ابن سیرین سے کہا کہ مدینہ کے ایک شخص نے یہ خواب دیکھا ہے کہ اس نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا کہ میری عمر کے کتنے دن باقی ہیں تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہاتھ اٹھا دیا۔ اب سمجھ میں نہیں آتا کہ پانچ دن مراد ہیں یا پانچ مہینے یا پانچ برس مراد ہیں۔

ابن سیرین نے فرمایا۔ یہ خواب تو بہت بڑا عالم دیکھ سکتا ہے جاہل کا کام نہیں کہ اس قسم کا خواب دیکھے۔ نہ جاہل کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ جواب دے سکتے ہیں۔ یہ جواب تو بڑے عالم کو ہی دے سکتے ہیں اور مدینہ میں اس وقت امام مالک سے بڑا کوئی عالم

نہیں۔ تو کہیں یہ خواب امام مالک نے تو نہیں دیکھا؟ اب وہ شخص خاموش۔ کیونکہ اسے روک دیا گیا تھا کہ میرا نام مت لینا۔ اس نے کہا اچھا مجھے اجازت دیجئے کہ میں ان سے اجازت لے آؤں فرمایا ہاں اجازت لے کر آ جاؤ۔ پھر ہم خواب کی تعبیر بتلائیں گے۔

وہ گیا اور جا کر عرض کیا کہ حضرت وہ تو پہچان گئے کہ یہ خواب دیکھنے والے آپ ہیں اور نام بھی لے دیا مگر یہ کہا کہ پوچھ کر آ جاؤ پھر تعبیر بتاؤں گا۔ پھر فرمایا کہ اچھا جاؤ میرا نام لے دینا کہ مالک بن انس نے یہ خواب دیکھا ہے۔ اس شخص نے جا کر عرض کیا کہ حضرت امام مالک نے ہی یہ خواب دیکھا ہے۔

ابن سیرین نے فرمایا۔ ہاں امام مالک ہی یہ خواب دیکھ سکتے ہیں دوسرے کی مجال نہیں کہ وہ یہ خواب دیکھے۔ فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پانچ انگلیاں اٹھائیں۔ اس سے نہ پانچ دن مراد ہیں نہ پانچ مہینے نہ پانچ برس مراد ہیں۔ بلکہ اشارہ اس طرف ہے کہ هِیَ خَمسٌ لَا یَعلَمُهُنَّ اِلَّا اللہُ

یعنی یہ پانچ چیزیں وہ ہیں جن کا علم اللہ کے سوا کسی کو نہیں۔ اور ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ وَمَا تَدرِی نَفسٌ بِاَیِّ اَرضٍ تَمُوتُ کسی کو پتہ نہیں کہ میرا انتقال کس زمین پر ہوگا اور میں کہاں دفن ہوں گا اور کیا وقت ہے میرے انتقال کا۔

قرآن کریم کے اندر فرمایا گیا کہ اصول غیب کے پانچ ہیں جن کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ فرمایا گیا

اِنَّ اللہَ عِندَہٗ عِلمُ السَّاعَةِ وَیُنَزِّلُ الغَیثَ وَ یَعلَمُ مَا فِی الاَرحَامِ وَمَا تَدرِی نَفسٌ مَّاذَا تَکسِبُ غَداً وَمَا تَدرِی نَفسٌ بِاَیِّ اَرضٍ تَمُوتُ

اس کے نظام کو صرف اللہ جانتا ہے کہ قیامت کب آئے گی کسی کو پتہ نہیں حالانکہ قیامت کا عقیدہ قطعی ہے قرآن سے ثابت ہے۔ ہر مسلمان کا ایمان ہے۔ مگر وقت کا پتہ کسی کو نہیں ہے۔ حتیٰ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی پتہ نہیں۔

چنانچہ جبرئیل امین نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا "متی الساعة

یا رسول اللہ '' قیامت کب آئے گی فرمایا ''ما المسؤل عنھا باعلم من السائل'' آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اس بارے میں سوال کرنے والے سے زیادہ مجھے علم نہیں ہے۔ ہاں یہ مجھے معلوم ہے کہ قیامت آئے گی مگر یہ معلوم نہیں کہ کب آئے گی۔ یہ اللہ کے ساتھ مخصوص ہے۔

تو امام ابن سیرینؒ نے فرمایا کہ یہ خواب امام مالکؒ ہی دیکھ سکتے تھے۔ خواب بھی علمی ہے جواب بھی علمی ہے۔ اور حدیث کی طرف اشارہ ہے۔ امام مالکؒ ہی اس کے مخاطب بن سکتے ہیں۔ ابن سیرینؒ نے اس آدمی سے فرمایا کہ امام مالکؒ سے کہہ دینا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جواب کا حاصل یہ ہے کہ موت کہاں آئے گی کس زمین میں آئیگی اس کا علم ان پانچ چیزوں سے ہے۔ جن کا علم اللہ کے سوا کسی کو نہیں۔

امام مالک یہ جواب سن کر مطمئن ہو گئے اور پھر گھر سے نہیں نکلے یہاں تک کہ وفات ہو گئی اور مدینہ کی زمین نے قبول کیا۔ اور جنت البقیع میں مزار ہے۔ جو ہر مسلمان کے لیے زیارت گاہ بنا ہوا ہے۔ تو بہر حال امام مالکؒ امام دار الہجرۃ ہیں اور زیادہ تر ان کا فقہ مغربی ممالک میں پھیلا ہوا ہے جو عرب کے مغربی حصے ہیں ان میں زیادہ تر مالکیؒ آباد ہیں۔

65۔ کتاب شفاء الاسقام کا مقام

شیخ عبدالجلیل بن محمد لکھتے ہیں کہ ''شفاء الاسقام'' میں تصنیف کر رہا تھا خواب میں دیکھا کہ ایک خچر پر سوار ہوں اور چاہتا ہوں کہ ایک قافلے سے جاملوں جو آگے نکل گیا ہے۔ مگر میرا خچر سست ہو گیا جھڑکی دینے پر چلا آگے ایک مرد نظر آیا جس نے مضبوطی سے میرے خچر کی باگ پکڑلی اور قافلہ سے جاملنے میں مانع ہوا میں گھبرایا مگر اسی وقت ایک خیر وصلاح سے آراستہ حسن و جمال سے پیراستہ بزرگ نظر آئے جنھوں نے مجھے اس مرد سے چھڑایا اور فرمایا اسے چھوڑ دے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی مغفرت کی ہے اور اس کے اہل

میں اس کی شفاعت ہوگی۔ دل نے گواہی دی کہ یہ بزرگ حضرت علی رضی اللہ عنہ تھے۔

خواب سے بیدار ہو کر بہت خوش تھا اس خواب کے کچھ عرصہ بعد میں نے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ میرے مکان کی کوٹھڑی میں تشریف لائے مکان نور علی نور ہو رہا ہے۔ میں نے تین بار عرض کیا۔ الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جوار میں ہوں۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت کا طالب ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرا ہاتھ پکڑا اور بوسہ دیا اور مسکراتے ہوئے فرمایا۔ ''ای واللہ ای واللہ ای واللہ''
پھر میں نے دیکھا ایک مرد پڑوسی جو مر چکا تھا مجھ سے کہہ رہا ہے کہ تم تو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خدام میں سے ہو۔ میں نے کہا تم کو کیونکر معلوم ہوا۔ اس نے کہا واللہ تمہاری خدمت کا ذکر آسمان والے کرتے تھے اور حضرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ گفتگو سن کر چپکے چپکے مسکراتے تھے۔ بعدہ میں نے اپنے والد کو خواب میں دیکھا اور بہت خوش پایا ان سے دریافت کیا۔ بابا۔ مجھ سے آپ نے کچھ نفع بھی پایا۔ فرمایا تم نے ہمیں فائدہ دیا درود شریف کی یہ کتاب تالیف کر کے۔ میں نے کہا آپ کو کیونکر علم ہوا۔ فرمایا ملا اعلیٰ میں تمہاری دھوم ہے۔

66۔ اہل بیت کے سلسلہ میں بیعت فرمایا

حضرت مولانا عبدالحق عباسی صاحب اپنے والد ماجد حضرت مولانا عبدالغفور عباسی ہزاروی ثم مدنی قدس سرہ کا حسب ذیل خواب فرمایا۔ ہمارے دادا کا نام شاہ سید عباسی تھا۔ ہم عباسی خاندان سے ہیں۔ ابتداء چغرزئی نزد سوات پاکستان کے رہنے والے ہیں۔ والد صاحب ہاشم خیل بانڈہ جذباء برکلی، علاقہ چغرزئی، دربند ہری پور ہزارہ میں پیدا ہوئے۔ تکمیل تعلیم مولانا مفتی محمد کفایت اللہ دہلوی سے کر کے سند الفراغ حاصل کی۔ پھر اسی مدرسہ امینیہ میں پانچ سال تدریسی خدمات انجام دیں۔ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں

حضرت مولانا فضل علی قریشی مسکین پوری ضلع مظفر گڑھ سے روحانی اسباق کی تکمیل کر کے خلافت حاصل کی۔ اب رات بھر حلقہ کے ساتھ درُود شریف پڑھتے تھے۔

ایک رات جذباء (چغرزئی) کی جامعہ مسجد میں یہ خواب دیکھا اور اس خواب کے چند سال بعد مستقل طور پر مدینہ تشریف لے آئے دیکھا کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مشاہدتاً فرمارہے ہیں ادن منی (میرے قریب ہوجاؤ) ادن منی (میرے قریب ہوجاؤ) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں تم کو سلسلہ قادریہ میں بیعت کرتا ہوں۔

اس پر ابا نے عرض کی کہ میں تو پہلے ہی ان نقشبندی حضرات سے بیعت ہوں جو مدنیہ طیبہ میں باب جبریل کے پاس خانقاہ مظہری میں رہتے ہیں۔

اس پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں تم کو اہل بیت کے سلسلہ میں داخل کرتا ہوں ابا نے وضو کیا اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو سلسلہ قادریہ میں بیعت کیا۔

۴۲ برس کی عمر تھی جب ابا مدینہ تشریف لائے۔ ۷۳ برس کی عمر پائی۔ یکم ربیع الاول ۱۳۸۹ھ مطابق ۱۸ مئی ۱۹۶۹ء شب ہفتہ وصال فرمایا۔ ۱۸۹۴ء میں پیدا ہوئے۔ ۱۳۵۵ھ مطابق ۱۹۳۶ء میں حج کو گئے اور مدینہ شریف میں مقیم ہوگئے۔ وصال کے بعد جنت البقیع میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے جوار میں مشائخ سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ شاہ احمد سعید، شاہ عبدالغنی وغیرہ کی قبور کے پاس جگہ ملی۔ تاریخ وصال اس شعر سے نکلتی ہے۔

بزم جنت یافت از راہ بقیع   رہنمائے راہ دیں عبدالغفور

۱۳۸۹ھ   ۱۹۶۹ء

والد صاحب کا وصال ہوا تو قلب زندہ تھا جس پر ڈاکٹر حیران تھے شہ رگ دیکھ کر ڈاکٹروں کو آپکے وصال کا اطمینان ہوا وقت وصال حضرت مولانا زکریا صاحب قریب موجود تھے۔ "مجموعہ دعوات فضیلہ" آپ کی مشہور کتاب ہے۔ اپنے دور کے عظیم المرتبت بزرگ گزرے ہیں۔

67۔ دست مبارک سے مفلوج آدمی کو شفا

حضرت سید حسن رسول نما دہلوی کی اولاد میں سے ایک خاندان آباد تھا۔ اس گھرانے کے ایک نامور بزرگ حکیم فضل محمد جالندھری تھے۔ جن کا ۹۵ برس کی عمر میں انتقال ہوا۔ پیشہ کے اعتبار سے حکیم تھے وہ بھی شاہی اور بافراغت زندگی گزارتے تھے۔ حکیم اجمل خاں کے ہم درس تھے۔ دینی تعلیم دارالعلوم دیوبند میں حاصل کی۔ اس شہرہ آفاق درس گاہ کے اولین تلامذہ میں سے تھے۔ مولانا اشرف علی تھانویؒ کے ہم سبق اور حضرت مولانا قاسم نانوتویؒ کے شاگرد رشید تھے اور محبت کا یہ عالم تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام نامی اسم گرامی سنتے ہی رقت طاری ہوجاتی۔ اور زاروقطار رونے لگتے تھے۔

تقریباً ۶۵ برس کی عمر میں فالج کا حملہ ہوا اور اطباء زندگی سے مایوس ہوگئے۔ غشی کی کیفیت طاری تھی اور تیمارداروں کو یقین ہوگیا تھا کہ آپ کے چل چلاؤ کا وقت قریب آن پہنچا ہے کہ اچانک رات کے تیسرے پہر بے ہوش وجود میں حرکت پیدا ہوئی اور اسی عالم میں آپ چلائے یا حضرت (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) یہ میرا پاؤں ہے۔

آپ کے اعزہ لواحقین جو آپ کے گرد جمع تھے اس جملہ پر حیرت زدہ تھے۔ کہ حکیم صاحب نے اپنی مفلوج ٹانگوں کو بڑی تیزی سے سمیٹا اور فوراً ہی یوں بھلے چنگے ہوکر اٹھ بیٹھے جیسے کبھی بیمار ہی نہ تھے۔ اور بتایا ابھی ابھی خواب میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے تھے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دست مبارک میرے جسم پر پھیرا اور جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دست مبارک میرے پاؤں کے قریب پہنچا تو میں نے فرط ادب سے پاؤں سکیڑ لیا چنانچہ پاؤں میں خفیف سالنگ باقی عمر موجود رہا۔

اور حکیم صاحب اس واقعے کے تقریباً تیس برس بعد تک کامل تندرستی کے ساتھ زندہ سلامت رہے۔ اس واقعہ کے چشم دید گواہ آج بھی زندہ ہیں اور حضور رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس تصرف باطنی کے عینی شاہد ہیں۔

68۔ مشرقی پاکستان کا حادثہ

۹،۱۰ جنوری ۱۹۷۲ء کی درمیانی شب میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر پر تشریف فرما تھے۔ ایک دبلے پتلے گورے چٹے بزرگ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دائیں جانب کھڑے تھے سامنے علماء کا ایک گروہ تھا۔

ایک عالم نے کھڑے ہو کر مشرقی پاکستان کے حالات بیان کرنے شروع کر دیئے جب انہوں نے کہا "پھر یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھارت کی فوجیں فاتحانہ انداز سے ہمارے ملک میں داخل ہو گئیں" تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے داہنے دست مبارک کی انگلیوں سے اپنی پیشانی تھام لی۔

اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آنکھوں سے لگاتار آنسو بہنے لگے۔ تمام اہل مجلس پر بھی گریہ طاری ہو گئی اور بعض لوگ چیخ مار کر رونے لگے۔

کچھ دیر بعد حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علماء کو مخاطب کر کے فرمایا "اس حادثہ عظیم پر ملائکہ بھی غم زدہ ہیں۔ مگر تمہارے اعمال کی وجہ سے انہیں اس مرتبہ تمہاری مدد کے لیے نہیں بھیجا گیا۔" پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چہرہ انور سرخ ہو گیا۔

اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "تمہیں معلوم ہے تمہارے اس ملک میں میری نبوت کا مذاق اڑایا گیا۔ میرے صحابہ رضی اللہ عنہم کو گالیاں دی گئیں اور میری سنت کی تضحیک اور اہانت کی گئی۔"

اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "اے جماعت علماء! امت کو میرا یہ پیغام پہنچا دو کہ جب تک حکام عیاشی، ظلم، تکبر کو نہیں چھوڑیں گے، جب تک امراء بخل، حق تلفی اور بے حیائی کو ترک نہ کریں گے۔ جب تک علماء حق چھپانے، دنیا کے لالچ اور ریاکاری اور خود نمائی سے باز نہ رہیں گے جب تک عورتیں ناچ گانے، شوہروں کی نافرمانی، عریانی اور بے پردگی نہ چھوڑیں گی۔ اور جب تک پوری قوم جھوٹی

گواہی، غیبت، خلاف فطرت جنسی فعل، شراب نوشی، سود خواری، اور شرک کے کاموں سے باز نہیں آئے گی۔ خوب یاد رکھو اس وقت تک تم عذاب الٰہی سے بچ نہیں سکتے"۔

اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "تم مجھے یہ باتیں ترک کر دینے کی ضمانت دو۔ میں تمہیں دنیا اور آخرت کی بھلائی اور دشمن پر غلبہ کی بشارت دیتا ہوں۔

69۔ جتنا زیادہ دُرود بھیجا جاتا ہے اتنا زیادہ پہچانتا ہوں

ایک شخص حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر دُرود بھیجنے میں سستی کرتا تھا۔ ایک رات بخت بیدار سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس جانب التفات نہیں فرمایا۔ جس جانب سے وہ آتا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منہ پھیر لیتے۔ اس نے وجہ دریافت کی اور عرض کیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھ سے خفا ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا نہیں۔ اس نے کہا پھر کیوں میری جانب التفات نہیں فرماتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں تجھے نہیں پہچانتا کیونکر التفات کروں۔ اس نے کہا میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا امتی ہوں اور میں نے عالموں سے سنا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے امتیوں کو باپ سے زیادہ پیار کرتے ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا یہ سچ ہے مگر تو مجھ کو دُرود کے ساتھ یاد نہیں کرتا اور جس قدر زیادہ میرا کوئی امتی مجھ پر دُرود بھیجتا ہے اسی قدر زیادہ میں اسے پہچانتا ہوں۔ خواب سے بیدار ہونے کے بعد اس نے پابندی سے ہر روز ۱۰۰ بار دُرود شریف پڑھنی شروع کر دی۔ اس کے بعد حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دیدار سے پھر مشرف ہوا۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ کہ اب میں تجھے خوب پہچانتا ہوں اور قیامت میں تیری شفاعت کروں گا۔

70۔ دیدار کا سوال کرتا ہے اور ظالموں کی مسند پر بیٹھتا ہے

قطب ربانی امام شعرانی "میزان" میں تحریر فرماتے ہیں کہ سید محمد بن زین ایک مداح حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تھے اور اکثر بحالت بیداری آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کیا کرتے تھے۔ ایک بار ایک شخص نے ان سے اپنے لیے حاکم کی سفارش چاہی۔ یہ گئے اور حاکم نے ان کو اپنی مسند پر بٹھایا۔ اس دن سے زیارت منقطع ہوگئی۔ پھر وہ ہمیشہ مدح میں سوال کرتے رہے کہ مجھے اپنے جلوے سے مشرف فرمایئے مگر کامیاب نہ ہوئے۔ یہاں تک کہ ایک مرتبہ ایک خاص شعر پڑھا تب آپ کو دور سے کچھ دکھائی دیئے اور فرمایا کہ تو دیدار کا سوال کرتا ہے اور بیٹھتا ہے ظالموں کی مسند پر۔ ہمیں خبر نہیں کہ پھر ان کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نظر آئے ہوں یہاں تک کہ ان کا انتقال ہوگیا۔

71۔ شیر شاہ سوری کے سر پر تاج شاہی رکھا

ایک بار شیر شاہ سوری نے خواب میں دیکھا کہ دربار حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں موجود ہیں۔ نصیر الدین ہمایوں بھی موجود ہیں۔ جس نے تاج پہنا ہوا ہے۔

حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمایوں کے سر سے تاج شاہی اتار کر شیر شاہ سوری کے سر پر رکھ دیا اور فرمایا "عدل وانصاف سے حکومت کرنا"۔

پھر شیر شاہ سوری کی آنکھ کھل گئی۔ اس خواب کے تھوڑے عرصہ بعد شیر شاہ سوری کی قلیل اور ہمایوں کی کثیر فوج کے درمیان زبردست مقابلہ ہوا جس میں شیر شاہ سوری کامیاب رہا اور ہمایوں شکست کھا کر بمشکل جان بچا کر ایران چلا گیا۔

72۔ جس جگہ درد ہو دس بار سورۃ اخلاص پڑھیں

حضرت سید عبدالقادر ثانی فرزند بزرگ سید محمد غوث حلبی گیلانی سے غیاث الدین لنگاہ کو بہت عقیدت تھی اور وہ خود بھی نہایت متقی اور پرہیزگار تھے اور ہر شب حضرت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوتے تھے۔

ایک رات آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک بانس کا ٹکڑا ایک ہاتھ لمبا ان کو دیا کہ ہمارے فرزند عبدالقادر کو دے دو اور یہ بشارت دو کہ جس جگہ درد ہو اس جگہ اس کو رکھ کر دس بار سورۃ اخلاص (قل ھو اللہ احد) پڑھو تو اللہ تعالیٰ شفا بخش دے گا۔ اور خود سید عبدالقادر ثانی کو بھی حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جانب سے بشارت ہوئی کہ غیاث الدین کو امانت دے دی ہے وہ لے لو اور عمل کرو۔ اس قدر آثار واسرار اس سے ظاہر ہوئے کہ تحریر وتقریر سے باہر ہیں۔ اور یہ حکایت دیار ملتان میں اب تک مشہور ہے۔

ملتان میں اس زمانہ میں درد استخوان ایسا پیدا ہوا کہ اس کے ہوتے ہی آدمی مر جاتا تھا۔ اس زمانہ میں یہ خواب دیکھا اور اس روز سے ہزاروں لوگوں کو مرض ذات الجنب سے صحت ہونے لگی۔

73۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تجہیز وتکفین کا انتظام کرا دیا

سقا آپ کا اصل نام گمنامی میں پنہاں ہے۔ اکبر اعظم کے عہد میں ہمیشہ آگرہ کے گلی کوچوں میں اپنے چند شاگردوں کے ساتھ مشکیں کندھوں پر رکھے مخلوق خدا کو پانی پلانے میں مصروف رہتے تھے۔ اسی حالت میں اکثر اشعار آبدار فرماتے تھے۔ آپ شیخ حاجی محمد حنوشانی کے مرید تھے۔

ایک مرتبہ آپ کے پیرزادوں میں سے ایک شخص ہندوستان آیا۔ اس وقت جو کچھ پاس تھا سب اس کی نذر کر دیا اور خود لنکا کا راستہ لیا۔ ۱۰۰۰ھ میں اثنائے راہ میں انتقال ہوگیا۔ وہ علاقہ بالکل کفرستان تھا۔ ایک شخص کو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بشارت دی جس نے غیب سے ظاہر ہو کر آپ کی تجہیز وتکفین کی۔

74۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رسالہ کو چوما

امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی نے فرمایا کہ دوستوں نے التماس کی کہ ایسی نصیحتیں لکھی جائیں جو طریقت میں نفع دیں اور ان کے مطابق زندگی بسر کی جائے۔ میں نے جب اس رسالہ کو مکمل کیا تو ایسا معلوم ہوا کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی امت کے بہت سے مشائخ کے ساتھ جلوہ افروز ہیں اور اس رسالہ کو اپنے دست مبارک میں لیے ہوئے ہیں اور اپنے کمال کرم سے اسے چومتے ہیں اور مشائخ کو دکھاتے ہیں۔

اور فرماتے ہیں کہ اس قسم کے اعتقاد ہونے چاہئیں اور وہ لوگ جنہوں نے ان علوم سے سعادت حاصل کی۔ وہ ممتاز حضرات حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روبرو کھڑے ہیں۔ قصہ یہ بہت لمبا ہے اور اس مجلس میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس خاکسار کو اس واقعہ کے شائع کرنے کا حکم فرمایا۔

بر کریماں کارہا دشوار نیست

75۔شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ کا واقعہ

بعض اولیاء اللہ ایسے بھی گزرے ہیں جن کو خواب میں ہر روز دربار نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضری کی دولت نصیب ہوتی رہی ہے۔ ایسے حضرات ''صاحب حضوری'' کہلاتے ہیں۔ انہی میں حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی تھے۔ آپ جب مدینہ منورہ میں تکمیل حدیث کر چکے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خواب میں ارشاد فرمایا کہ تم ہندوستان جا کر علم حدیث کی اشاعت کرو تا کہ لوگ فیض یاب ہوں۔ آپ نے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) بغیر حضوری آستانہ مبارک میری زندگی کیسے کٹے گی حکم ہوا پریشان مت ہو۔ رات کو مراقب ہو کر بیٹھا کرو۔ ہمارے پاس پہنچ جایا کرو گے۔ تم کو ہر روز زیارت ہوا کرے گی۔

اس پر مطمئن ہو کر جب ہندوستان آنے لگے تو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ خاکساران ہند پر نظر عنایت رکھنا اس کا حضرت شیخ پر بڑا اثر ہوا۔ چنانچہ جب ہندوستان تشریف لائے تو شیخ نے اپنا یہ معمول بنالیا کہ جب سنتے کہ فلاں مقام پر کوئی باخدا درویش ہے تو اس کی خدمت میں حاضر ہوتے اور اس سے ملاقات کرتے۔

حضرت شیخ نے اپنی مشہور تصنیف ''اخبار الاخیار فی اسرار الابرار'' میں حضرت شیخ عبدالوہاب منڈوی کے حالات میں لکھا ہے کہ ایک مرتبہ آپ سے ''استدراج'' کے معاملہ پر گفتگو ہونے لگی۔ تو آپ نے فرمایا کہ گمراہوں، بددینوں اور بدعتیوں کو بھی ایسی قوت حاصل ہوتی ہے کہ جس کی وجہ سے عوام الناس کے دلوں کو اپنی طرف کھینچ کر ان کے قدم شریعت سے ہٹا دیتے ہیں۔

اس کے بعد حضرت شیخ نے ایک آپ بیتی بیان فرمائی۔ کہ مجھے ایک مرتبہ دکن کے ایک شہر میں جانے کا اتفاق ہوا۔ شہر کے قاضی عبدالعزیز نامی شافعی المذہب تھے۔ قاضی صاحب موصوف سے ایک دن میں نے دریافت کیا کہ آپ کے شہر میں کوئی نیک دل فقیر یا درویش صفت انسان ہو تو بتائیں میں ملنا چاہتا ہوں۔ قاضی صاحب نے فرمایا کہ ایک شخص اہل باطن سے مشہور ہے۔ بہت سے لوگ اس کے مرید و معتقد ہیں۔ مگر اس کی خلاف شرع باتوں کی وجہ سے میں اس سے خوش نہیں۔ قاضی صاحب کے بتائے ہوئے پتہ پر میں فجر کے وقت درویش کی خدمت میں حاضر ہوا۔ دیکھتے ہی فقیر بولا۔ مولوی عبدالحق آپ کا بڑا انتظار تھا۔ جب میں بیٹھ گیا تو بعد مزاج پرسی فقیر نے صراحی نکال کر ایک جام خود نوش کیا اور دوسرا جام بھر کر مجھے دیا۔ میں نے کہا۔ میں تمہارے فعل پر معترض نہیں لیکن میرے واسطے حرام ہے۔ تین بار انکار کیا۔ اس نے کہا پی لو ورنہ پچھتائے گا۔ جب رات کو مراقب ہوا تو دیکھا کہ جہاں خیمہ دربار رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایستادہ ہے۔ اس سے سو قدم آگے وہ فقیر لٹھ لیے کھڑا ہے۔ ہر چند میں نے آگے جانے کا قصد کیا لیکن فقیر نے نہ جانے دیا۔ ناچار واپس آ گیا۔ صبح کے وقت پھر اسی فقیر

کے پاس پہنچ گیا۔ اس نے پھر جام پیش کیا میں نے نہ لیا۔ اور کہا میرے لیے حرام ہے۔ تیرے حکم سے خدا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حکم افضل ہے۔

فقیر نے کہا پی لے ورنہ پچھتائے گا۔ رات کو پھر وہی معاملہ پیش آیا۔ نہایت حیران ہوئے۔ تیسرے روز پھر اس فقیر کے پاس پہنچا اس نے پھر وہی پیالہ پیش کیا میں نے انکار کیا۔ چوتھی شب جو مراقب ہوا تو پھر فقیر کو سد راہ پایا اور وہ لٹھ لے کر میری جانب دوڑا کہ خبردار جو اس طرف قدم بڑھایا اس وقت حالت اضطراب میں میری زبان سے نکلا "یا رسول اللہ الغیاث" اسی وقت حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک صحابی سے فرمایا کہ عبدالحق چار شب سے حاضر نہیں ہوا۔ دیکھو تو باہر کون پکارتا ہے۔ بلاؤ۔ انہوں نے ہم دونوں کو حاضر کیا۔

حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "عبدالحق تو چار راتوں سے کہاں تھا" میں نے سارا قصہ بیان فرمایا۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس فقیر کی نسبت فرمایا "اخرج یا کلب" صبح کے وقت میں پھر فقیر کے پاس جانے کیلئے روانہ ہوا تو دیکھا کہ اس کا حجرہ بند ہے۔ دو چار مرید بیٹھے ہوئے ہیں۔ پوچھا کیا سبب ہے۔ کہ پہر دن چڑھا اور دروازہ نہیں کھلا۔ دیکھیں تو ہیں بھی یا نہیں۔ دروازہ کھولا تو پیر ندارد۔ حیران ہوئے۔

حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی نے فرمایا کہ کوئی جانور یہاں سے نکلا تھا تو وہ بولے کہ ایک کالا کتا تو ہم نے یہاں سے جاتے دیکھا تھا۔ حضرت شیخ نے فرمایا کہ بس وہی تمہارا پیر تھا۔ کیونکہ رات یہ معاملہ پیش آیا۔ اب چاہے تو تم بیعت رکھو یا فسخ کر دو تمہارا پیر کتا بن چکا ہے۔ رات کو تمام واقعہ سن کر لوگوں پر بڑا اثر ہوا اور اس درویش کے تمام خدام نے توبہ کی اور حضرت شیخ سے بیعت ہوئے۔

76۔ شاہی مسجد دہلی میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وضو فرمایا

شاہی مسجد دہلی جب تیار ہو چکی شاہجہاں ایک رات محو استراحت تھے کہ رات کے پچھلے حصہ میں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت بابرکت سے مشرف ہوئے دیکھا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ جملہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تمام بزرگان امت شاہی مسجد میں موجود ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جامع مسجد کے حوض کے شمال مغربی گوشہ پر جلوہ افروز ہو کر وضو فرما رہے ہیں۔

شہنشاہ شاہجہاں اسی وقت بیدار ہوئے اور فوراً اس سرنگ کے ذریعے جو لال قلعہ دہلی سے ملاتی تھی۔ جامعہ مسجد پہنچے۔ اس وقت وہاں کامل سکوت و سناٹا تھا۔ جن وانس میں کوئی موجود نہ تھا۔ البتہ وہ جگہ جہاں حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وضوء فرمایا تھا پانی سے تر تھی۔

77۔ حضرت سید آدم بنوری رحمہ اللہ کو بشارت

حضرت خواجہ سید آدم بنوری جب مکہ معظمہ پہنچے اور حج سے فارغ ہو کر مدینہ طیبہ روضہ منورہ (علی صاحبہا صلوٰۃ وسلاماً) پر حاضری دی تو ایک دن اپنے احباب کے حلقہ میں بیٹھے تھے کہ روحانیت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ظہور فرمایا اور دونوں ہاتھ کھول کر مصافحہ کیا اور بطور مکاشفہ یہ بھی بتایا گیا کہ جو شخص تیرے متوسلین میں سے تجھ سے مصافحہ کرے گا گویا مجھ سے مصافحہ کرے گا اور جس نے مجھ سے مصافحہ کیا وہ مغفور ہے۔ پھر سید صاحب نے تمام مریدوں کو جمع کر کے مصافحہ کیا تا کہ کوئی محروم نہ رہے۔

اس بات نے یہاں تک شہرت حاصل کی کہ عوام الناس کی بھیڑ کی وجہ سے سید

صاحب کو مصافحہ کے لیے خاص انتظام کرنا پڑا۔ آپ کو حضور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جانب سے یہ بشارت ہوئی کہ یاولدی انت فی جواری (فرزند من تم میرے جوار میں رہو) چنانچہ آپ نے وہیں قیام فرمایا اور ۱۰۵۳ھ میں مدینہ منورہ میں وفات پائی۔ اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے روضہء مبارک کے پاس دفن ہوئے جنت البقیع میں۔ آپ صحیح سادات النسب تھے۔ آپ حضرت مجدد الف ثانی کے مقتدر خلیفہ تھے شروع میں امی محض تھے۔ آپ کے خلفاء کی تعداد ۱۰۰ اور مریدین کی تعداد ایک لاکھ بتائی جاتی ہے۔ ہزار ہا پٹھان ہر وقت آپ کے ہمراہ رہتے تھے۔ لوگوں نے شہنشاہ شاہجہاں کے کان بھرے کہ حضرت آدم بنوری کہیں حکومت کا تختہ نہ الٹ دیں۔ پس شہنشاہ نے آپ کو حج کے لیے روانہ کردیا۔

78۔ زیارت کے لیے خاص دُرودشریف

حضرت رسول نما صاحب خواہشمند حضرات کو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کرادیا کرتے تھے۔ اس وجہ سے "رسول نما" کے معزز لقب سے مشہور ہوئے۔

جملہ اوراد وظائف کے علاوہ نہایت پابندی اور توجہ کے ساتھ ایک خاص وقت روزانہ گیارہ سو مرتبہ یہ دُرودشریف پڑھا کرتے تھے۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعِتْرَةٍ بِعَدَدِ کُلِّ مَعْلُوْمٍ لَکَ (بعض کتب میں بِعَدَدِ کُلِّ شَیْءٍ مَعْلُوْمٍ لَکَ تحریر ہے) اور اس کی برکت سے آپ کے اندر یہ وصف پیدا ہوگیا تھا۔ آپ کی طرف سے اس دُرودشریف کو اسی انداز میں پڑھنے کی عام اجازت ہے۔

79۔ اہلیہ کو زیارت کس طرح نصیب ہوئی

سید حسن رسول نما کی زوجہ نے ایک روز آپ سے کہا کہ مجھے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کرادو۔ فرمایا عمدہ صورت سے سنگھار کرو، غسل کرو،

پاک وطاہر ہو، زوجہ نے تعمیل ارشاد کی، اسی اثناء میں زوجہ کے بھائی آ گئے۔

سید صاحب نے ان سے ظریفانہ انداز میں فرمایا۔ کہ آج تمہاری ہمشیرہ نے عالم ضعیفی میں کیا بناؤ سنگھار کیا ہے۔ بھائی نے بھی بہن سے کہا یہ کیا بہروپ ہے۔ اس عمر میں اور یہ سامان! انہوں نے سنا اور غصے میں کپڑے پھاڑ ڈالے اور سب سامان دور کیا اور غم و غصہ میں لیٹ گئیں۔ اسی وقت مالک کون ومکاں، وجہ وجود کائنات حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوئیں۔ اور خوش ہوکر فرمانے لگیں۔ یہ کیا اسرار تھا۔

سید صاحب نے ارشاد فرمایا کہ پہلے تم مجھ کو حقیر جانتی تھیں اور خودی و خودنمائی (اپنے کو دوسروں سے افضل و برتر سمجھنا) کی بُو تم میں پائی جاتی تھی آج اس ترکیب سے خودی دور ہوئی اور یہ مرتبہ تم کو نصیب ہوا۔ دنیا میں خودی و خودنمائی تمام بری باتوں سے زیادہ بری ہے۔

80۔ حضرت شہاب الدین سہروردی کے لیے دُعا

"مقاصد السالکین" کے مصنف حضرت خواجہ ضیاء اللہ نقشبندی نے ایک رات نبوت کے دریا کے درِ یتیم، ہادی راہ دین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہایت تیزی سے کسی مقام کی طرف تشریف لے جا رہے ہیں۔ حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے اور حضرت سُہروردی کے پیچھے حضرت ضیاء اللہ کے مرشد ہیں یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک ایسے مقام پر پہنچے کہ نہ وہ زمین ہے نہ آسمان نہ کوئی مکان۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہاں ٹھہر گئے اور اپنا دست مبارک حضرت سہروردی کے سر پر رکھ کر حسب ذیل دعا فرمائی۔ "اے میرے اللہ اے میرے مولا (تو خوب جانتا ہے کہ) یہ شہاب الدین سہروردی ہے اس نے میری متابعت میں جان توڑ کوشش کی ہے اور میری تمام سنتیں بجالایا ہے میں اس سے بہت راضی ہوں۔ اے اللہ پاک تو بھی اس سے راضی ہوجا۔

81۔ مشکل سے مشکل کام مومن ہونا ہے

عارف باللہ عاشق رسول حضرت شاہ عبدالغنی نقشبندی ایک مرتبہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوئے۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ چونکہ تم میرے دین کی خدمت کرتے ہو اور خدا کے بندوں کو ذکر الٰہی کے نور سے منور کرتے ہو۔لہٰذا تمہارا نام ''عبدالمؤمن'' رکھا جاتا ہے۔عابد ہونا آسان ہے زاہد ہونا آسان ہے۔صوفی ہونا آسان ہے ذاکر ہونا آسان ہے۔مگر مشکل سے مشکل کام مومن ہونا ہے۔جب انسان مؤمن ہوا تو تمام بزرگی اور مرتبہ کا جامع ہو گیا۔

82۔ ربیع بن سلیمان کی طرف سے فرشتہ حج کرتا رہے گا

ربیع بن سلیمان فرماتے ہیں کہ میں ایک جماعت کے ساتھ حج کو جا رہا تھا۔

جب ہم کوفہ پہنچے تو ضروریات سفر خریدنے بازار گیا تو دیکھا کہ ویران سی جگہ میں ایک مردہ خچر پڑا ہے اور ایک عورت پھٹے پرانے کپڑے پہنے چاقو سے اس کا گوشت کاٹ کاٹ کر زنبیل میں رکھ رہی ہے۔ مجھے یہ خیال آیا کہ کہیں یہ بھٹیاری نہ ہو اور مردہ گوشت لوگوں کو کھلائے اس لیے چپکے سے اس کے پیچھے ہولیا۔

وہ عورت ایک مکان کے دروازے پر پہنچی اور دروازہ کھٹ کھٹایا۔دروازہ کھلا اور چار لڑکیاں جن کے چہروں سے بدحالی اور مصیبت ٹپک رہی تھی نظر آئیں۔عورت اندر چلی گئی میں نے کواڑوں کی درزوں میں سے اندر جھانک کر دیکھا تو مکان کی بری حالت تھی اور اس میں کچھ سامان نہ تھا۔

اس عورت نے روتے ہوئے لڑکیوں کو آواز دی کہ لو اس کو پکا لو اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرو۔وہ لڑکیاں اس گوشت کو آگ پر بھوننے لگیں مجھے بہت رنج ہوا۔میں نے باہر سے آواز دی۔کہ اے اللہ کی بندی اللہ کے واسطے اسے نہ کھا۔پوچھا تو کون ہے میں نے

کہا ایک مسافر۔عورت بولی ہم سے کیا لینے آیا ہے ہم تو خود مقدر کے قیدی ہیں۔تین سال سے ہمارا نہ کوئی معین ہے نہ مددگار۔ہم سید ہیں۔ان لڑکیوں کا باپ نہایت شریف انسان تھا وہ اپنے ہی جیسوں سے ان کا نکاح کرنا چاہتا تھا مگر موت نے اسے فرصت نہ دی۔وہ انتقال کر گیا۔ترکہ جو چھوڑ مرا تھا ختم ہو چکا ہمیں معلوم ہے کہ مردار کھانا جائز نہیں۔لیکن چار دن سے ہمارا فاقہ ہے اور اب اس کا کھانا ہمارے لیے جائز ہو چکا ہے۔

ربیع فرماتے ہیں یہ حالت سن کر میں رو دیا اور احرام کی چادریں اور تمام سامان معہ چھ سو درہم نقد جو میرے پاس تھے ان کے لیے لے کر چلا۔راستہ میں سو درہم کا آٹا خریدا اور سو درہم کا کپڑا۔اور باقی درہم آٹے میں چھپا کر اس کے گھر پہنچا آیا۔عورت نے شکریہ ادا کیا اور کہا اے ابن سلیمان جا اللہ تیرے اگلے پچھلے تمام گناہ معاف کرے اور جنت میں تجھے جگہ دے اور ایسا بدل عطاء فرمائے جو تجھے بھی ظاہر ہو جائے۔

سب سے بڑی بیٹی نے کہا اللہ تعالیٰ تیرا اجر دو چند کرے۔اور تیرے گناہ معاف کرے۔

دوسری نے کہا اللہ تعالیٰ تجھے اس سے بہت زیادہ عطاء فرمائے جتنا تو نے ہمیں دیا۔

تیسری نے کہا اللہ تعالیٰ ہمارے نانا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تیرا حشر کرے۔

چوتھی نے جو سب سے چھوٹی تھی کہا اے اللہ تعالیٰ جس نے ہم پر احسان کیا تو اس کا نعم البدل جلد اس کو عطا فرما اور اس کے اگلے پچھلے گناہ معاف کر دے۔

حضرت ربیع فرماتے ہیں کہ حجاج کا قافلہ روانہ ہو گیا میں کوفہ میں رہ پڑا۔حتی کہ وہ حج سے فارغ ہو کر لوٹ آئے۔مجھے خیال آیا حجاج کا استقبال کروں۔اور ان سے اپنے لیے دعا کراؤں۔تاکہ کسی کی مقبول دعا مجھے بھی لگ جائے۔جب حجاج کے پہلے قافلے سے ملاقات ہوئی میں نے انہیں مبارکباد دی اور کہا اللہ تعالیٰ تمہارا حج قبول فرمائے۔ایک نے ان میں سے کہا یہ دعا کیسی۔کیا تو نے ہمارے ساتھ حج نہیں کیا۔کیا تو ہمارے ساتھ میدان عرفات میں نہ تھا۔تو نے رمی جمرات نہیں کی۔تو نے ہمارے ساتھ طواف نہیں کیا۔میں نے دل میں کہا یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے۔اتنے میں میرے

شہر کے حاجیوں کا قافلہ آ گیا۔ میں نے ان سے کہا اللہ تعالیٰ تمہاری سعی قبول فرمائے تمہارا حج قبول فرمائے۔ انہوں نے بھی پہلے حجاج کی طرح مجھ سے باتیں کیں اور کہا اب انکار کیوں کرتے ہو کیا بات ہے آخر تم ہمارے ساتھ مکہ مکرمہ اور مدینہ طیبہ میں نہیں تھے۔ جب ہم قبر اطہر (علی صاحبہا صلوۃ وسلاما) کی زیارت کر کے جب باب جبرئیل سے باہر آ رہے تھے اس وقت حجاج کی کثرت کی وجہ سے تم نے یہ تھیلی میرے پاس امانتاً رکھوائی تھی۔ جس کی مہر پر لکھا ہے "مَنْ عَامِلْنَا رَبِحَ" (جو ہم سے معاملہ کرتا ہے نفع کماتا ہے)۔ یہ تمہاری تھیلی واپس ہے۔

ربیع فرماتے ہیں کہ پہلے کبھی میں نے اس تھیلی کو دیکھا تک نہ تھا۔ اس کو گھر رکھ کر واپس آیا۔ نماز عشاء پڑھی وظیفہ پورا کیا۔ اس کے بعد سوچتا رہا کہ سب کیا قصہ ہے۔ رات آنکھ جو لگی تو میں نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی۔ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سلام کیا اور ہاتھ چومے ۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تبسم فرماتے ہوئے سلام کا جواب دیا اور ارشاد فرمایا اے ربیع! آخر ہم کتنے گواہ اس پر قائم کریں کہ تو نے حج کیا، تو مانتا ہی نہیں۔ سن بات یہ ہے کہ جب تو نے اس عورت پر جو میری اولاد تھی۔ اپنا زادرا ہ ایثار کر کے ارادہ حج ملتوی کر دیا تو میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ وہ تجھے اس کا نعم البدل عطاء فرمائے تو اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتہ تیری صورت کا بنا کر اس کو حکم دیا کہ وہ قیامت تک ہر سال تیری طرف سے حج کیا کرے۔ اور دنیا میں تجھے یہ عوض دیا کہ چھ سو درہم کے بدلے چھ سو دینار (اشرفیاں) عطاء کیں۔ تو اپنی آنکھ ٹھنڈی رکھ، پھر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہی الفاظ ارشاد فرمائے۔ "من عاملنا ربح" ربیع فرماتے ہیں کہ جب میں سو کر اٹھا تو تھیلی میرے پاس رکھی تھی جس میں چھ سو اشرفیاں موجود تھیں۔

83۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ بُرا کہنے والے کیلئے ذبح کا حکم

امام مستغفری نے اپنی کتاب "دلائل النبوۃ" میں بیان کیا ہے کہ ایک نہایت نیک آدمی نے خواب میں دیکھا کہ قیامت قائم ہے اور تمام لوگ حساب کے لیے بلائے جا رہے ہیں۔ میں پل صراط کے قریب پہنچا اور گزر گیا۔ میں نے دیکھا کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حوض کوثر پر کھڑے ہیں اور حضرات حسنین رضی اللہ عنہم لوگوں کو آب کوثر پلا رہے ہیں میں نے بھی پانی مانگا۔ آپ دونوں نے انکار کر دیا۔ پس میں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ انہوں نے مجھے آب کوثر نہیں پلایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرمادیجئے کہ وہ مجھے پانی پلائیں۔

اس پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ "تیرا ایک ہمسایہ ہے، جو علی رضی اللہ عنہ کو برا بھلا کہتا ہے اور تو اس کو منع نہیں کرتا" میں نے عرض کیا کہ مجھ میں اتنی طاقت نہیں کہ اس کو روک سکوں وہ قوی ہے مجھ کو مار ڈالے گا۔ اس پر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ کو ایک چھری عنایت فرمائی اور فرمایا کہ جا اس کو اس سے ذبح کر دے۔

میں نے خواب ہی میں اس کو ذبح کر ڈالا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ میں نے اس کو قتل کر ڈالا ہے۔ تب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت سیدنا حسن رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اس کو پانی پلا دو۔ اس پر انہوں نے مجھے پانی کا پیالہ عنایت فرمایا۔ میں نے پیالہ ان سے لے لیا لیکن یاد نہیں کہ پانی پیا یا نہیں۔ اتنے میں میری آنکھ کھل گئی۔ میں نہایت خوفزدہ تھا۔ میں نے جلدی سے وضو کیا اور نماز میں مشغول ہو گیا۔ پھر دن نکل آیا۔ میں نے لوگوں کو شور وغل مچاتے سنا کہ فلاں آدمی کو کوئی اس کے بستر پر مار گیا ہے۔ حاکم کے پیادے آئے اور ہمسائیوں کو پکڑ کر لے گئے۔ میں نے دل میں کہا کہ اللہ تعالیٰ پاک ہے یہ تو وہ خواب ہے جو میں نے دیکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو سچا کر دکھایا۔

میں جلدی سے اٹھا اور سارا ماجرا حاکم سے کہہ سنایا۔ حاکم نے خواب سن کر کہا کہ اللہ تعالیٰ اس کی جزا دے۔ خیر اب اٹھو اور اپنا راستہ لو کہ تم واقعی بے گناہ ہو۔ اور یہ سب لوگ بھی جن کو میرے سپاہی گرفتار کر کے لائے ہیں بے قصور ہیں۔

84۔ حضرات شیخین کو برا کہنے والا بندر کی شکل ہو گیا

امام مستغفری نے کتاب ''دلائل النبوۃ'' میں بیان کیا ہے کہ ایک ثقہ نے بیان کیا کہ ہم تین آدمی یمن کو جاتے تھے اور ہمارے ساتھ ایک شخص کوفہ کا تھا۔ وہ حضرت ابوبکر صدیق صاور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو برا بھلا کہا کرتا تھا ہم ہر چند اسے منع کرتے لیکن وہ باز نہ آتا تھا۔ جب ہم یمن کے نزدیک پہنچے تو ایک جگہ اتر کر سو رہے اور جب کوچ کا وقت آیا تو ہم سب نے اٹھ کر وضو کیا اور اس کو جگایا۔ وہ اٹھ کر کہنے لگا افسوس میں تم سے جدا ہو کر اسی منزل میں رہ جاؤں گا۔

ابھی میں نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے سر پر کھڑے فرماتے ہیں کہ اے فاسق تو اس منزل میں مسخ ہو جائیگا۔ ہم نے کہا کہ وضو کر۔ اس نے اپنے پاؤں سمیٹے۔ ہم نے دیکھا کہ انگلیوں سے اس کا مسخ ہونا شروع ہوا اور دونوں پاؤں اس کے بندر کے سے ہو گئے۔ پھر گھٹنوں تک پھر کمر تک پھر سینہ تک پھر منہ تک مسخ پہنچا اور وہ بالکل بندر بن گیا۔

ہم نے اس کو پکڑ کر اونٹ پر باندھ لیا اور وہاں سے روانہ ہوئے اور وقت غروب آفتاب ایک جنگل میں پہنچے وہاں چند بندر جمع تھے۔ اس نے جب انہیں دیکھا تو رسی تڑوا کر ان میں جا ملا۔ نعوذ باللہ منہا.

85۔ محبت شیخین میں کٹی ہوئی زبان کو جوڑ دیا

حضرت یافعی فرماتے ہیں کہ یہ واقعہ مجھے صحیح اسناد کے ساتھ پہنچا ہے اور اس زمانہ میں بہت مشہور ہوا ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ عارف باللہ شیخ ابن الزغب یمنی کی عادت تھی کہ

ہمیشہ اپنے وطن سے سفر کر کے اول حج ادا کرتے۔ اور پھر زیارت روضہ اقدس کے لیے حاضر ہوتے تھے۔ حاضری دربار کے وقت والہانہ اشعار قصیدہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صاحبین حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی شان میں لکھ کر روضہ اقدس کے سامنے پڑھا کرتے تھے۔

ایک مرتبہ حسب عادت قصیدہ پڑھ کر فارغ ہوئے تو ایک رافضی خدمت میں حاضر ہوا اور درخواست کی کہ آج میری دعوت قبول کیجئے۔ حضرت شیخ نے از روئے تواضع اور اتباع سنت دعوت قبول فرمالی۔ آپ کو اس کا علم نہ تھا کہ یہ رافضی ہے اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی مدح سے ناراض ہے۔ آپ حسب وعدہ اس کے مکان پر تشریف لے گئے۔ مکان میں داخل ہوتے ہی اس نے اپنے دو حبشی غلاموں کو اشارہ کیا۔ جن کو پہلے سمجھا رکھا تھا۔ وہ دونوں اس ولی اللہ کو لپٹ گئے اور آپ کی زبان کاٹ ڈالی۔ اس کے بعد اس کمبخت رافضی نے کہا۔ جاؤ یہ زبان ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کے پاس لے جاؤ جن کی مدح تم کیا کرتے ہو۔ وہ اس کو جوڑ دیں گے۔

شیخ موصوف کٹی ہوئی زبان ہاتھ میں لیے روضہ اقدس پر حاضر ہوئے۔ آنسوؤں کے ذریعے داستان غم کہہ سنائی۔ اسی عالم میں آنکھ لگ گئی اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صاحبین حضرت صدیق اکبر اور حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہما بھی اس واقعہ کی وجہ سے غمگین تھے۔

حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شیخ کے ہاتھ سے کٹی ہوئی زبان اپنے دست مبارک میں لی اور شیخ کو قریب کر کے زبان ان کے منہ میں اس کی جگہ رکھ دی۔ شیخ یہ خواب دیکھ کر بیدار جو ہوئے تو زبان بالکل صحیح سالم اپنی جگہ لگی ہوئی تھی۔ دربار نبوت کا یہ کھلا معجزہ دیکھ کر اپنے وطن واپس چلے گئے۔

دوسرے سال پھر حج کے بعد مدینہ طیبہ حاضر ہوئے اور حسب عادت قصیدہ مدحیہ

روضہ اقدس کے سامنے پڑھ کر فارغ ہوئے تو ایک شخص نے دعوت کے لیے درخواست کی۔ شیخ نے پھر توکلاً علی اللہ قبول فرمالی اور اس کے ساتھ تشریف لے گئے۔

مکان میں داخل ہوئے تو وہی پہلے والا مکان معلوم ہوا۔ خدا تعالیٰ پر بھروسہ کر کے داخل ہو گئے۔ اس شخص نے نہایت عزت واحترام کے ساتھ بٹھایا اور پر تکلف کھانے کھلائے۔ کھانے کے بعد یہ شخص شیخ کو ایک کوٹھڑی میں لے گیا۔ وہاں دیکھا کہ ایک بندر بیٹھا ہے۔ اس شخص نے کہا آپ جانتے ہیں یہ بندر کون ہے۔ فرمایا نہیں۔ اس نے عرض کیا کہ یہ وہی شخص ہے جس نے آپ کی زبان قطع کرائی تھی۔ حق تعالیٰ نے اسے بندر کی صورت میں مسخ کر دیا۔ یہ میرا باپ ہے اور میں اس کا بیٹا۔ (غرض شہنشاہ دوجہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معجزات باہرہ کے سامنے یہ کوئی بڑی چیز نہیں۔ لیکن اس سے یہ امر اور ثابت ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بعد وصال روضہ اقدس میں زندہ ہیں۔

86۔ چاروں مسالک فقہ وتصوف حق ہیں

حضرت شاہ ولی اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مجھے براہ راست جن امور کی وصیت کی گئی۔ ان میں سے ایک چیز یہ بھی تھی کہ میں فروعات میں اپنی قوم کی مخالفت نہ کروں۔ چونکہ ہندوستانی مسلمان عرصہ دراز سے حنفی مسلک پر تھے۔ اس لیے شاہ صاحب نے بھی اپنے اوپر حنفی مسلک کی پابندی واجب کر لی تھی۔ لیکن ادیان وملل کی طرح وہ مختلف مسالک فقہ میں بھی اساسی وحدت کے قائل تھے۔

چنانچہ اپنے ایک مکاشفہ کا ذکر فرماتے ہیں جس میں انہوں نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ سے استفادہ کیا۔ فرمایا کہ میں نے یہ معلوم کرنا چاہا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسالک فقہ میں کس خاص مسلک کی طرف رجحان رکھتے ہیں۔ تاکہ فقہ میں اس مسلک کی اطاعت کروں۔ میں نے دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نزدیک فقہ کے یہ سارے مسالک یکساں ہیں۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ کو

یہ وصیت فرمائی کہ فقہ کے چاروں مروجہ مسالک کی تقلید سے کبھی باہر قدم نہ رکھوں۔ اور جہاں تک ممکن ہو سب میں تطبیق کی کوشش کروں (مسالک فقہ کی طرح تصوف کے تمام طریقوں کو بھی شاہ صاحب نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نزدیک یکساں پایا)۔

87۔ مسلک حنفی سنت معروفہ کیساتھ زیادہ موافق ہے

حضرت معاذ رازی کو خواب میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مسلک حنفی سنت معروفہ کے ساتھ زیادہ موافق ہے۔

88۔ جیسی تمہاری اولاد ویسی میری اولاد

حضرت شاہ ولی اللہ جو مرض الموت میں مبتلا ہوئے تو بمقتضائے بشریت بچوں کی صغرسنی کا تردد تھا۔ آپ نے خواب میں دیکھا کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ فکر کیوں کرتے ہو جیسی تمہاری اولاد ویسی ہی میری اولاد۔ یہ سن کر آپ کو اطمینان ہو گیا۔

89۔ عبدالعزیز دباغ ایک ولی کبیر پیدا ہوگا

حضرت عبدالعزیز دباغ فرماتے ہیں کہ ان کی والدہ فارحہ فرماتی تھیں کہ ان کے ماموں العربی انفشتالی نے انہیں بتایا کہ انہوں نے خواب میں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا۔ آپ نے ان سے فرمایا کہ تمہاری بھانجی فارحہ کے ہاں ایک ولی کبیر پیدا ہوگا۔ انہوں نے عرض کیا۔

یارسول اللہ! اس کا باپ کون ہوگا؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''مسعود دباغ'' یہی وجہ تھی کہ العربی انفشتالی نے میرے والد مسعود قدس سرہ العزیز کو رشتہ کے لیے پسند فرمایا۔

کے لیے آتی ہے۔ وہ برابر ٹکٹکی لگائے دیکھتی رہتی ہے۔ وہ کبھی آئے اور توجہ کرے تو ان شاء اللہ پھر زیارت نصیب ہونے لگے گی۔ وہ اس مجذوبہ کے منتظر رہے۔ ایک دن وہ بی بی آئیں۔ ان سے انہوں نے عرض کیا تو انہیں ایک جوش آیا اور اسی جوش میں انہوں نے روضہء اقدس کی طرف اشارہ کر کے کہا ''شف یعنی دیکھ'' انہوں نے جو اس وقت نظر کی تو کیا دیکھتے ہیں کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف فرما ہیں۔ جاگنے میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوئے۔

اور اس کے بعد وہی کیفیت حضوری کی جو جاتی رہی تھی پھر حاصل ہو گئی۔ گو تھپڑ مارنے کے بعد مولانا نے اس سے معافی مانگ لی تھی اور اس نے معاف بھی کر دیا تھا لیکن پھر بھی اس حرکت کا یہ وبال ہوا۔ تحقیق پر معلوم ہوا کہ وہ لڑکا سید زادہ تھا۔

94۔ زیارت کے بعد نابینا ہونے کی تمنا

حضرت بحرالعلوم حافظ محمد عظیم المتخلص بہ واعظ (۱۲۰۵ھ تا ۱۲۷۵ھ) آپ حافظ جی صاحب گنج والے کے نام سے بھی مشہور تھے۔ جامع مسجد گنج کے امام خطیب و مدرس تھے۔ پشاور کا یہ محلہ ''حافظ محمد عظیم'' کے نام سے مشہور ہو گیا ہے۔ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ آپ کی محبت کا جو عالم تھا وہ احاطہ تحریر سے باہر ہے۔

ایک بار آپ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دیدار پر انوار سے مشرف ہوئے تو عرض کیا یا رسول اللہ! آپ کے دیدار جمال سے شرف ہونے کے بعد یہ آنکھیں اب اور کسی کو دیکھنا نہیں چاہتیں۔

جب بیدار ہوئے تو نابینا ہو چکے تھے۔ آپ کی نہایت خوبصورت اور موٹی موٹی آنکھیں اب بے نور ہو چکی تھیں۔

سبحان اللہ! کیا عشق محمدی تھا۔ اسی عشق و محبت کا نتیجہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو علم لدنی سے نواز دیا تھا۔ بغیر بینائی کے تمام عمر درس و تدریس میں گذری۔

صحاح ستہ کی تمام اسانید زبانی یاد تھیں۔ ۱۲۷۵ھ بمطابق ۱۹۵۸-۵۹ میں وصال فرمایا۔ جنازے پر لوگوں کا اس کثرت سے ہجوم تھا کہ شہر کے لوگ متعجب تھے کہ اس قدر خلقت کہاں سے آ گئی ہے۔

95۔ میں تم سے بہت خوش ہوں

حضرت خواجہ محمد عاقل حضرت خواجہ نور محمد مہاروی کے ممتاز ترین خلفاء میں سے تھے۔ اتباع سنت کا بے حد خیال رکھتے تھے۔ وصال سے کچھ روز پہلے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''تو مارا بسیار خوش کردی کہ ہمگیں سنتہائے مارا زندہ کردی'' (میں تم سے بہت خوش ہوں کہ تم نے میری تمام سنتوں کو زندہ کر دیا)۔

96۔ مولانا محمد رحمت اللہ کیرانوی کو صحت کی خوشخبری

''ازالۃ الاوہام'' زیر ترتیب تھا کہ مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد رحمت اللہ کیرانوی سخت علیل ہو گئے۔ اُٹھنے بیٹھنے اور چلنے پھرنے کے قابل نہ رہے اشارہ سے نماز ہوتی تھی۔ عزیز و اقارب اور تیماردار بڑھتی ہوئی کمزوری اور شدت مرض سے پریشان تھے۔ ایک روز نماز فجر کے بعد آپ رونے لگے۔ تیماردار سمجھے شاید زندگی سے مایوسی ہے۔ پس تسلی دینے لگے۔

آپ نے فرمایا بخدا صحت کی کوئی علامت نہیں لیکن صحت ہوگی۔ رونے کی وجہ یہ ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے تھے اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہمراہ تھے۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''اے نوجوان! تیرے لیے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ خوشخبری ہے کہ اگر تالیف ''ازالۃ الاوہام'' مرض کی وجہ سے ہے تو وہی باعث شفا ہوگی۔'' حضرت مولانا نے فرمایا کہ اس خوشخبری کے بعد

مجھے کوئی رنج وملال نہیں بلکہ مسرور اور خوش ہوں۔ اور فرط مسرت سے آنسو نکل آئے۔ الحمدللہ اس کے بعد صحت ہوگئی "ازالۃ الاوہام" کی ترتیب وتالیف کا کام شروع کر دیا۔

97۔ تم ہمارے پاس آؤ

حضرت حاجی امداد اللہ فاروقی مہاجر مکی ۲۲ صفر المظفر بروز دوشنبہ ۱۲۳۳ھ میں بمقام نانوتہ (ضلع سہارنپور یوپی بھارت) میں پیدا ہوئے۔ آپ کا اصل نام امداد حسین تھا۔ جسے حضرت مولانا شاہ اسحٰق محدث دہلوی نے بدل کر امداد اللہ کر دیا تھا۔ تاریخی نام ظفر احمد تھا اور مہر تدلی، ماہ ذنی، نیر بطحا، انجم طٰہٰ، جمال کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ ارشاد فرماتے ہیں کہ "تم ہمارے پاس آؤ"۔

یہ خواب دیکھ کر دل میں جوش پیدا ہوا اور خواہش زیارت مدینہ شریف دل میں زیادہ ہوئی۔ یہاں تک کہ بلا فکر زادراہ آپ نے عزم مدینہ منورہ کر لیا اور پا پیادہ چل پڑے۔ ابھی ایک منزل طے ہوئی تھی کہ آپ کے بھائیوں کو خبر ہوئی انہوں نے کچھ زادراہ پیش کیا جسے آپ نے بخوشی قبول کر لیا اور روانہ ہوئے یہاں تک کہ ۵ ذی الحجہ ۱۲۶۱ھ بندرگاہ لیس (متصل جدہ) پر جہاز سے اترے اور براہ راست میدان عرفات تشریف لے گئے۔ اور جملہ ارکان حج ادا کرنے کے بعد مدینہ طیبہ تشریف لائے۔

98۔ حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کا مقام

حضرت نانوتوی نے فرمایا کہ میں اکثر دیکھتا ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لاتے ہیں اور اپنی ردائے (چادر مبارک) مبارک میں ڈھانپ کر مجھے کبھی اندر لاتے ہیں اور کبھی باہر لے جاتے ہیں اور سوتے جاگتے اکثر اوقات یہی منظر میری آنکھوں کے سامنے رہتا ہے۔

سب نے یہ سمجھا کہ مفسدوں کی مفسدہ پردازی اور شر سے تحفظ منظور ہے۔ لیکن

حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی نے فرمایا کہ نہیں بلکہ مولانا کی عمر ختم ہو چکی ہے اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ دکھلانا منظور ہے کہ جب لوگ اپنے ہو کر ایسے مفسد ہو گئے کہ اللہ تعالیٰ کے ایسے مقدس بندوں پر الزام لگانے سے نہیں شرماتے تو ہم بھی ایسی ہستی کو اب ایسے لوگوں میں نہیں رکھنا چاہتے کہ یہ اس قابل نہیں۔

چنانچہ حضرت نانوتویؒ اس واقعہ کے بعد زیادہ دن زندہ نہ رہے اور قریب ہی زمانہ میں آپ کا وصال ہو گیا۔

99۔ قاضی محمد سلیمان میرا مہمان ہے

ایک معتبر راوی نے بیان کیا کہ جن ایام میں علامہ قاضی محمد سلیمان منصور پوری سابق سیشن جج ریاست پٹیالہ (مشرقی پنجاب، بھارت) ومصنف "رحمت للعالمین" مدینہ شریف قیام پذیر تھے۔

ایک دن قاضی صاحب مسجد نبوی سے نماز پڑھ کر نکل رہے تھے اور آپ کے ہمراہ مسجد نبوی کے امام بھی باتیں کرتے آ رہے تھے کہ مسجد کے دروازے پر پہنچے جہاں نمازیوں کے جوتے پڑے رہتے ہیں۔ اس جگہ امام صاحب نے بڑھ کر قاضی صاحب کے جوتوں کو اپنے ہاتھ سے سیدھا کیا اور قاضی صاحب کے سامنے رکھ دیا۔

قاضی صاحب نے تیزی سے امام صاحب کے ہاتھوں کو پکڑ لیا اور کہا کہ آپ یہ کیا کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بہت بلند مقام عطا فرمایا ہے۔

جواباً امام صاحب نے آبدیدہ ہو کر فرمایا آپ کو اس بات کا علم نہیں کہ ایسا کس کے حکم سے کر رہا ہوں۔ فرمایا "رات خوش بختی سے حضرت سرور کائنات محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابداً ابداً الی یوم القیامۃ کی خواب میں زیارت کی سعادت نصیب ہوئی اور عالم رویاء میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا "محمد سلیمان میرا مہمان ہے۔ اس کی ہر طرح عزت کرنا"۔

100۔ ان دونوں نے میرے دین کی اشاعت کی ہے

حضرت خواجہ محمد فضل علی قریشی ہاشمی عباسی نے فرمایا کہ جہاں تک میں نے غور کیا دیوبند والوں کو حق پر پایا۔ حاسدوں نے جھوٹے الزام لگا کر ان کو بدنام کر رکھا ہے۔

ایک بار دیوبند تشریف لے گئے اور حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی کے مزار پر فاتحہ خوانی کے بعد مراقب ہوئے۔ بعدہ مراقبہ کی بابت فرمایا کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روح پرفتوح ظاہر ہوئی اور حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کی روح بھی وہیں موجود تھی۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مولانا قاسم نانوتوی اور شاہ ولی اللہ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ ''ان دونوں نے ہندوستان میں میرے دین کی اشاعت و تبلیغ کی ہے''۔

101۔ حضرت تھانوی رحمہ اللہ کے متعلق واقعہ

حضرت محسن کاکوری اور مشہور نعت گو شاعر کے فرزند مولانا انوار الحسن کاکوری فرماتے ہیں کہ میں نے سفرِ حج میں بمقام مدینہ طیبہ حضرت تھانوی کے متعلق خواب دیکھا۔ حالانکہ اس زمانہ میں مجھ کو ان سے کوئی خاص عقیدت نہ تھی۔ البتہ ایک بڑا عالم ضرور سمجھتا تھا اور میرا خاندان بھی علماء حق کا زیادہ معتقد نہ تھا۔

غرض مدینہ طیبہ میں مولانا تھانوی کا مجھے بعید سے بعید خیال بھی نہ تھا۔ کہ ایک شب میں نے دیکھا کہ حضور ہمہ نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک چارپائی پر بیمار پڑے ہیں اور حضرت تھانوی رحمہ اللہ تیمارداری فرما رہے ہیں۔ اور ایک بزرگ دور بیٹھے دکھائی دیئے۔ جن کے متعلق خواب ہی میں معلوم ہوا کہ یہ طبیب ہیں۔ آنکھ کھلنے پر فوراً میرے ذہن میں یہ تعبیر آئی کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو خیر کیا بیمار ہیں۔ البتہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت بیمار ہے اور حضرت مولانا تھانوی رحمہ اللہ اس کی تیمارداری یعنی اصلاح فرما رہے ہیں۔ لیکن وہ بزرگ جو دور بیٹھے نظر آ رہے تھے

سمجھ میں نہ آئے کہ وہ کون تھے۔ واپسی ہند پر میں نے مولانا تھانوی کی خدمت میں یہ خواب لکھ بھیجا اور جتنی تعبیر میری سمجھ میں آئی تھی وہ بھی لکھ دی اور یہ بھی لکھ دیا کہ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ وہ بزرگ طبیب کون تھے جو دور بیٹھے تھے۔

مولانا تھانوی رحمہ اللہ نے جواب میں تحریر فرمایا کہ وہ حضرت امام مہدی ہیں چونکہ وہ ابھی زماناً بعید ہیں اس لیے خواب میں بھی مکاناً بعید دکھائی دیئے۔

102۔ رحمۃً للعالمین کا مطالعہ کرو

جب کتاب ''رحمۃ للعالمین'' تیار ہوئی تو اس کے مصنف علامہ قاضی محمد سلیمان منصور پوری کو متعدد خطوط اس مضمون کے موصول ہوئے۔ ہم نے یہ کتاب ''رحمۃ للعالمین'' تاحال نہیں دیکھی اور نہ ہی اس کا اشتہار نظر سے گزرا۔

رات خواب میں حضرت آقائے کل سید الرسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عالم خواب میں یہ حکم دیا کہ پٹیالہ کے اس پتہ پر خط لکھ کر ''رحمۃ للعالمین'' نامی کتاب طلب کرو اور اس کا مطالعہ کرو اس لیے ہم یہ خط لکھ رہے ہیں۔

103۔ مدینہ منورہ بلوایا اور کرایہ کا انتظام بھی کرایا

مکہ مکرمہ میں حاجی امداد اللہ مہاجر مکی کے خلیفہ حضرت محب الدین تھے۔ تیس سال سے برابر پیدل حج کرتے تھے۔ باوجود انتہائی نحیف ہونے کے مدینہ منورہ بھی پیدل حاضر ہوتے تھے۔ آخری مرتبہ جب چلنے سے معذور ہوگئے تو سواری پر حاضر ہوئے اور بیان فرمایا کہ میرا اس سال حاضری کا ارادہ نہ تھا۔

اس سے پہلے خواب میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت ہوئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''محب الدین ہمارے پاس نہ آؤ گے

؟'' عرض کیا گھٹنوں میں دم نہیں رہا۔ کرایہ بھیج دیجئے اور بلوا لیجئے۔ علی الصبح ایک شخص آیا اور کہا کہ میں نے آپ کے لیے سواری کا انتظام کرلیا ہے۔ آپ میرے ساتھ مدینہ طیبہ چلئے۔ چنانچہ سواری پر ان کے ہمراہ مدینہ طیبہ گئے اور چند ماہ قیام کے بعد مکہ مکرمہ واپس ہوئے اور اسی سال وصال فرمایا۔

104۔ قادیانیت کے خلاف کام کرنے کی ترغیب

خواجہ پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی فرماتے ہیں کہ ہمیں ابتداء میں سیر وسیاحت اور آزادی بہت پسند تھی۔ حجاز مقدس کے سفر میں مکہ مکرمہ میں ہماری ملاقات امداد اللہ مہاجر مکی سے ہوئی۔ حاجی صاحب صحیح کشف کے مالک تھے۔ انہوں نے ہمارے مزاج کی طرز اور روش معلوم کی کہ یہ بہت آزاد منش انسان ہے اسکے بعد نہایت تاکید اور اصرار کے ساتھ فرمایا کہ ہندوستان میں عنقریب ایک فتنہ برپا ہونے والا ہے لہٰذا تم ضرور اپنے ملک ہندوستان واپس چلے جاؤ۔

بالفرض اگر ہندوستان میں خاموش ہو کر بھی بیٹھ گئے تو بھی وہ فتنہ زیادہ ترقی نہ کر سکے گا۔ پس ہم عرب میں سکونت کا ارادہ ترک کر کے ہندوستان واپس چلے آئے۔ ہم حضرت حاجی صاحب کے اس کشف کو اس یقین کی رو سے مرزا قادیانی کے فتنہ سے تعبیر کرتے ہیں۔

فرماتے ہیں میں نے خواب دیکھا کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے حکم فرمایا کہ یہ مرزا قادیانی اپنی تاویلات فاسدہ کی مقراض سے میری احادیث کو ریزہ ریزہ اور ٹکڑے ٹکڑے کر رہا ہے۔ اور تم خاموش بیٹھے ہو۔

105۔ تمہارے منہ سے تمباکو کی بدبو آتی ہے:

حضرت سائیں توکل شاہ صاحب نے ارشاد فرمایا کہ میں پہلے پان وتمباکو بکثرت کھاتا تھا ایک روز میں نے دُرود شریف بہت پڑھی اور شب کو عالم رویا میں

دیکھا کہ ایک عجیب باغ ہے اور اس میں ایک پختہ اور نہایت عمدہ چبوترہ پر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جلوہ افروز ہیں۔

میں نے قدم بوسی کی اور مجھے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سینہ مبارک سے لگا لیا مگر منہ مبارک میری جانب سے موڑ کر دوسری جانب کر لیا۔

میں نے عرض کیا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھ سے کیا قصور ہوا فرمایا قصور تو کچھ نہیں البتہ تمہارے منہ سے تمباکو کی بدبو آتی ہے۔ اس روز سے میں نے تمباکو و پان کھانا بالکل ترک کر دیا۔ مجھے ان سے نفرت ہو گئی۔

106۔ ہندوستان واپس جاؤ وہاں بہت سی مخلوق کو فیض پہنچے گا

حضرت حافظ محمد عبدالکریم جب پہلی مرتبہ حج سے فارغ ہو کر مدینہ طیبہ پہنچے تو حالت یہ ہو گئی۔ کہ ایک لمحہ کے لیے بھی روضہ پاک کی جدائی گوارا نہ تھی۔ فرمایا کہ میں روزانہ یہی دعا مانگتا تھا کہ الٰہی میری موت یہیں واقع ہو۔ تا کہ قیامت کے روز حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ اٹھوں۔

ایک روز عشاء کی نماز کے بعد ایک نورانی صورت بزرگ تشریف لائے اور فرمایا کہ حافظ صاحب کیا آپ ہی نے یہاں رہنے کی دعا کی ہے۔ فرمایا جی ہاں۔ انہوں نے فرمایا کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ حافظ صاحب سے کہہ دو کہ واپس ہندوستان تشریف لے جائیں۔ کیونکہ وہاں ان سے بہت سی مخلوق کو فیض پہنچے گا اور ان کی قبر بھی وہیں ہوگی۔ چنانچہ آپ کو قبر کی جگہ دکھادی گئی۔

جب آپ راولپنڈی واپس تشریف لائے تو اپنی قبر کے لیے جگہ وقف کی اس پر کچھ لوگوں نے باتیں بنانا شروع کر دیں کہ کیا حافظ صاحب کو علم غیب ہے

کہ ان کی وفات پنڈی میں ہوگی اور اس جگہ دفن کیے جائیں گے۔ جب آپ کو اس بات کی اطلاع ہوئی تو فرمایا کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان کبھی غلط نہیں ہوسکتا۔ میں دعویٰ کرتا ہوں کہ میری قبر اسی جگہ ہوگی۔ چنانچہ اب آپ کا مزار متصل عیدگاہ راولپنڈی ٹھیک اسی جگہ واقع ہے۔

107۔ دربار رسالت میں تمہاری ایک خاص جگہ ہے

۱۹۲۰ء کے ابتدائی ایام میں شاعر مشرق علامہ اقبال کے نام ایک گمنام خط آیا جس میں تحریر تھا کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دربار میں تمہاری ایک خاص جگہ ہے۔ جس کا تم کو علم نہیں۔ اگر تم فلاں وظیفہ پڑھ لیا کرو تو تم کو بھی اس کا علم ہوجائے گا۔ خط میں وظیفہ لکھا تھا مگر علامہ اقبال نے یہ سوچ کر کہ راقم نے اپنا نام نہیں لکھا اس کی طرف توجہ نہ دی۔ اور خط ضائع ہو گیا۔ خط کے تین چار ماہ بعد کشمیر سے ایک پیرزادہ صاحب علامہ اقبال سے ملنے آئے۔ عمر ۳۰، ۳۵ سال کی تھی۔ بشرے سے شرافت اور چہرے مہرے سے ذہانت ٹپک رہی تھی۔

پیرزادہ نے علامہ اقبال کو دیکھتے ہی رونا شروع کر دیا۔ آنسوؤں کی ایسی جھڑی لگی کہ تھمنے میں نہ آتی تھی۔ علامہ اقبال نے یہ سوچ کر کہ یہ شخص شاید مصیبت زدہ اور پریشان حال ہے اور میرے پاس کسی ضرورت سے آیا ہے۔ شفقت آمیز لہجے میں استفسار حال کیا۔ پیرزادے نے کہا مجھے کسی مدد کی ضرورت نہیں مجھ پر اللہ تعالیٰ کا بڑا فضل ہے میرے بزرگوں نے خدا تعالیٰ کی ملازمت کی اور میں ان کی پنشن کھا رہا ہوں۔ میرے اس بے اختیار رونے کی وجہ خوشی ہے نہ کہ کوئی غم۔

ڈاکٹر صاحب کے مزید استفسار پر اس نے کہا کہ میں سرینگر کے قریب ایک گاؤں کا رہنے والا ہوں۔ ایک دن عالم کشف میں میں نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دربار دیکھا۔ جب نماز کے لیے صف کھڑی ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ محمد اقبال آیا یا نہیں؟ معلوم ہوا کہ نہیں آیا اس پر ایک بزرگ

کو بلانے کے لیے بھیجا۔ تھوڑی دیر بعد کیا دیکھتا ہوں کہ ایک نوجوان آدمی جس کی داڑھی منڈھی ہوئی تھی اور رنگ گورا تھا ان بزرگ کے ساتھ نمازیوں کی صف میں داخل ہو کر حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دائیں جانب کھڑا ہوگیا۔

پیرزادہ نے علامہ سے کہا۔ میں نے آج سے پہلے نہ تو آپ کی شکل دیکھی تھی اور نہ میں آپ کا نام و پتہ جانتا تھا۔

کشمیر میں ایک بزرگ مولانا نجم الدین صاحب ہیں ان کی خدمت میں حاضر ہو کر میں نے یہ ماجرا بیان کیا تو انہوں نے آپ کا نام لے کر آپ کی بہت تعریف کی اگرچہ انہوں نے بھی پہلے آپ کو کبھی نہ دیکھا تھا مگر وہ آپ کو آپ کی تحریروں کے ذریعہ جانتے تھے۔ اس کے بعد مجھے آپ سے ملنے کا شوق پیدا ہوا اور آپ سے ملاقات کے واسطے کشمیر سے لاہور تک کا سفر کیا۔ آپ کی صورت دیکھتے ہی میری آنکھیں اشکبار ہوگئیں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے میرے کشف کی عالم بیداری میں تصدیق ہوگئی کیونکہ جو شکل میں نے عالم کشف میں دیکھی تھی آپ کی شکل و شباہت عین اس کے مطابق ہے۔ سرمو فرق نہیں۔ کشمیری پیرزادہ اس ملاقات کے بعد چلے گئے۔

108۔ خانقاہ امدادیہ میں تشریف آوری

حضرت مولانا ظفر احمد عثمانی تھانوی فرماتے ہیں کہ جس زمانہ میں نحو میر شرح مائۃ عامل پڑھتا تھا (غالباً ۱۳۲۳) اس زمانہ میں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت خواب میں ہوئی۔ خانقاہ امدادیہ (تھانہ بھون۔ یوپی بھارت) کے سامنے ایک نالہ بہتا ہے اس سے آگے میدان میں ایک ٹیلہ ہے۔

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس پر کھڑے ہیں خوبصورت نورانی چہرہ ہے۔ لوگ جوق در جوق زیارت کو آ رہے ہیں اور پوچھتے ہیں یا رسول اللہ ہمارا ٹھکانہ کہاں ہوگا؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سب کو یہی جواب دیا (فی الجنة فی الجنة،

جنت میں جاؤ گے) پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ٹیلے سے اتر کر خانقاہ امدادیہ کی طرف چلے اور وہاں سے حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی کے مکان پر پہنچے میں نے دوڑ کر اطلاع دی تو مولانا فوراً باہر آئے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سلام کے بعد معانقہ فرمایا۔ پھر ایک خادم کو حکم دیا کہ پلنگ پر بستر بچھا دے اور تکیہ رکھ دے تاکہ حضور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آرام فرمائیں۔

حکم کی تعمیل کی گئی اور حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بستر پر آرام فرمانے لگے۔ اس وقت مجمع نہ تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں صرف یہ عاجز تنہا تھا میں نے موقع تنہائی کا پا کر عرض کیا یا رسول اللہ این انا؟ (میرا ٹھکانہ کہاں ہوگا) فرمایا فی الجنۃ (جنت میں ہوگا) پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کیا پڑھتے ہو؟ میں نے اپنے اسباق گنوائے۔ فرمایا پڑھتے رہو اور پڑھ کر ہمارے پاس بھی آؤ گے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ اشتیاق تو بہت ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دعا فرما دیں۔ فرمایا ہم دعا کریں گے۔

109۔ ابھی تک مولانا حسین احمد مدنی تشریف نہیں لائے

جناب شیدا اسرائیلی حضرت مولانا حسین احمد مدنی کے نام اپنے ایک مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں۔ ”میں بسلسلہ تقریر موضع ہزاری باغ گیا۔ وہاں رات کو خواب میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی۔ دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کچھ لوگوں کے ہمراہ تشریف فرما ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے دریافت فرمایا ابھی تک مولانا حسین احمد مدنی تشریف نہیں لائے؟ میں نے جواباً بے ساختہ عرض کیا۔ کہ حضرت عبداللہ بن عمرص انہیں بلانے کے لیے تشریف لے گئے ہیں ابھی آتے ہوں گے۔ پھر میں نے بارگاہ عالی میں عرض کیا کہ مولانا مدنی کو بلانے کی کیا وجہ ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مجھے ان سے اپنی امت کا حال دریافت کرنا ہے اتنے میں جناب تشریف لے آئے اور السلام علیکم کہہ کر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بالکل سامنے بیٹھ گئے اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو ایک صاحب نے یا ابن عمر کہہ کر اپنے پاس بٹھا لیا۔ اس کے بعد میری آنکھ کھل گئی۔ ساڑھے تین بجنے میں دو منٹ تھے۔ وضو کیا۔ دو رکعت نفل نماز شکرانہ ادا کی اور نہایت فرحت افزاء حالت میں مصلے پر ہی فجر کا انتظار کرتا رہا۔

110۔ زندگی دے دی گئی ہے

حضرت شیخ الحدیث صاحبزادہ حافظ علی احمد جان (۱۳۰۱ھ تا ۱۳۷۶ھ) کے گھر کی خواتین تک حافظ قرآن تھیں۔ ایک بار تپ محرقہ کا حملہ ہوا اور نہایت شدید ڈاکٹر، اطباء، شاگرد اور احباب سب ہی آپ کی زندگی سے مایوس ہو گئے۔ آپ پر نیم بے ہوشی طاری تھی۔ فوراً سنبھل گئے اور فرمایا میں اس بیماری سے نہیں مرتا۔ کیونکہ ابھی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے تھے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ دس برس تجھے اور زندگی دے دی گئی ہے۔ چنانچہ آپ دس برس اور زندہ رہ کر ۱۳ رمضان المبارک ۱۳۷۶ھ میں جنت الفردوس کو سدھارے۔

111۔ جنازہ میں شوہر کی شرکت

کتاب سیرت النبی بعد از وصال النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مؤلف محترم صاحب عبدالمجید صدیقی کی مرحومہ اہلیہ ”رضیہ خاتون بی۔اے“ نے اپنے انتقال سے تین ہفتہ قبل ۹ جولائی ۱۹۶۱ء کی رات کو خواب میں اپنی زندگی میں تیرہویں اور آخری بار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت با برکت کی سعادت حاصل

کی۔ اور دن میں ان الفاظ میں مجھ سے اپنا خواب بیان کیا۔ میرا انتقال ہو گیا ہے اور میں نے یہ وصیت کی ہے کہ آپ میرے جنازہ میں شامل نہ ہوں اس پر میں نے دیکھا کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بنفس نفیس میرے سامنے تشریف لائے اور ارشاد فرمایا کہ ''اتنی پڑھی لکھی اور سمجھدار خاتون ہو کر ایسی وصیت کر رہی ہو؟ شوہر کو محروم رکھنا چاہتی ہو''۔ اس پر میں نے عرض کیا ''یا رسول اللہ جیسا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حکم فرمائیں گے ویسا ہی ہوگا'' آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تمہارا تو جنازہ ہی نہ اٹھے گا۔ جب تک تمہارا شوہر اس میں شریک نہ ہو جائے گا۔ (اور ایسا ہی ہوا)۔

نوٹ۔ یہ تمام واقعات دینی دسترخوان سے لئے گئے ہیں۔ (مرتب)

وہ دن قریب ہے کہ مدینہ کو جاؤں گا

وہ دن قریب ہے کہ مدینہ کو جاؤں گا — ہر گام پر جبینِ عقیدت جھکاؤں گا
جالی کے پاس تھام کے دِل کو بصد نیاز — جو گذر رہی ہے وہ سب کچھ سناؤں گا
دِل کا معاملہ ہے کوئی کھیل تو نہیں — رووں گا گڑگڑاؤں گا آنسو بہاؤں گا
اُس خاکِ آستاں کو کروں گا جبیں سے مس — سوئے ہوئے نصیب ہیں اُن کو جگاؤں گا
آنسو ہیں کچھ ضرور مری چشمِ شوق میں — ان موتیوں کو عشق نبی ﷺ میں لٹاؤں گا
وہ مئے پیوں گا جس کی سدا سے تلاش تھی — طے کر لیا ہے ہوش میں میں پھر نہ آؤں گا
بطحا پہنچ گیا جو میں مرشد کے فیض سے — بہزادؔ رکھ کے در پہ نہ سر کو اُٹھاؤں گا

(حضرت بہزادؔ لکھنوی)

دُرود شریف کی برکت

حضرت مولانا عبدالرحمٰن اشرفی صاحب رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں۔

چند سال پہلے کی بات ہے کہ نمازِ عصر کے بعد حسبِ معمول گھر سے باہر نکلا تو ایک سفید گاڑی سامنے کھڑی تھی جس میں ایک طشتری رکھی تھی اور اس میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا موئے مبارک موجود تھا جس کو شیشہ سے بند کیا ہوا تھا ایک صاحب نے مجھے کہا: یہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا موئے مبارک ہے اس کو آپ رکھ لیں کیونکہ مجھے خواب میں حکم ہوا ہے کہ یہ آپ کو دے دیا جائے۔

دینے کی وجہ پیش آئی کہ جن لوگوں کے پاس یہ موئے مبارک تھا ان کے گھر میں ناچ گانا ہوتا تھا جس کی باعث اس موئے مبارک کی بے ادبی ہوتی تھی اور اس بے ادبی کی وجہ سے ان پر مصیبت آئی ہوئی تھی اس وجہ سے ان کو اشارہ ہوا کہ یہ موئے مبارک شیخ الحدیث جامعہ اشرفیہ، مولانا عبدالرحمٰن اشرفی صاحب (دامت برکاتہم) کو دے دیا جائے۔

میں سمجھتا ہوں کہ یہ مرتبہ مجھے صرف ایک وجہ سے ملا ہے وہ یہ کہ ہمارے ہاں روزانہ بعد نماز عصر دُرود شریف کی ایک مجلس ہوتی ہے جس میں تقریباً ایک لاکھ مرتبہ دُرود شریف پڑھا جاتا ہے بحمد اللہ تعالیٰ یہ پچیس سال تک معمول رہا ہے۔ (از مقدمہ عشق رسول اور علماء دیوبند)

دُرود پڑھنے والوں میں میرا نام لکھ لیا گیا ہے

مولانا احتشام الحق تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس سے بے پناہ محبت تھی وہ دُرود پاک بہت کثرت سے پڑھتے تھے اور دُرود تنجینا مولانا کا سب سے محبوب دُرود تھا اور یہ دُرود ان کا شب و روز کا معمول تھا اور وہ اپنے بچوں اور متعلقین کو بھی اس کے پڑھنے کی تلقین فرماتے تھے۔

ایک بزرگ اور عارف باللہ نے مولانا کے انتقال کے بعد انہیں خواب میں دیکھا اور ان کی خیرت دریافت کی تو مولانا مرحوم نے ان بزرگ سے کہا الحمد للہ! کہ میرا نام حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر دُرود پڑھنے والوں کی فہرست میں لکھ لیا گیا ہے۔

نہ ہو قناعت شعار گل چیں، اسی سے قائم ہے شان تیری
وفورِ گل ہے اگر چمن میں، تو اور دامن دراز ہو جا

(عشق رسول اور علماء دیوبند)

پھر دُرود پاک پڑھوں اور زیارت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کرلوں

مولانا جعفر تھانیسری قید و بند کی صعوبتوں کے بارے لکھتے ہوئے اس امر کی نشاندہی کرتے ہیں کہ مجھے دورانِ قید ایک پنجرے میں بند کر دیا گیا جس کے اردگرد خاردار تار لگا دی گئی نہ میں سیدھا ہو سکتا تھا نہ میں بیٹھ سکتا تھا میں کھڑا ہو سکتا تھا نہ مجھے یقین ہو گیا کہ میرا آخری وقت ہے میں نے سانس میں امام الانبیاء، محبوبِ کبریا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس پر دُرود پڑھنا شروع کر دیا کہ دُرود شریف پڑھتے پڑھتے میری موت آئے گی ہر سانس میں دُرود پاک پڑھتا رہا اچانک مجھے غش آیا اور میں چکر کھا کے اِدھر خاردار تاروں پر گرا اُدھر مجھے کالی کملی والے (صلی

اللہ علیہ وسلم) کا دیدار مل گیا، مجھے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہو گئی۔

آگے فرماتے ہیں: کہ زندگی بھر تمنا رہی کہ اے کاش! وہ پنجرہ پھر آئے پھر نوک دار تار آئیں، میں پھر دُرود پاک پڑھوں اور محبوب کا دیدار کرلوں۔

لئے پھرتی ہے بلبل چونچ میں گل
ڈھونڈتی ہے شہید ناز کی تربت کہاں ہے

(مجموعہ خطبات اکابر، ص:۱۷۰)

اِضطرارِ مدینہ

مُبارک ہو اے بے قرارِ مدینہ — بُلاوا ہے یہ اضطرارِ مدینہ
ہو طے جلد اے رہ گذارِ مدینہ — بہت سخت ہے انتظارِ مدینہ
الٰہی دِکھا دے بہارِ مدینہ — کہ دِل ہے بہت بیقرارِ مدینہ
یہ دِل ہو اور انوار کی بارشیں ہوں — یہ آنکھیں ہوں اور جلوہ زارِ مدینہ
ہوائے مدینہ ہو بالوں کا شانہ — ہو آنکھوں کا سُرمہ غبارِ مدینہ
وہاں کی ہے تکلیف راحت سے بڑھ کر — مجھے گل سے بڑھ کر ہے خارِ مدینہ
کبھی گردِ کعبہ کے ہوں میں تصدق — کبھی جا کے ہوں میں نثارِ مدینہ
کبھی لطف مکہ کا حاصل کروں میں — کبھی جا کے لوٹوں بہارِ مدینہ
رہے میرا مسکن حوالی کعبہ — بنے میرا مدفن دیارِ مدینہ
پہنچ کر نہ ہو لوٹنا پھر وہاں سے — وہیں رہ کے ہوں جاں سپارِ مدینہ
بصد عیش سوؤں میں تا صبح محشر — جو ہو میرا مرقد کنارِ مدینہ
مجھے چپہ چپہ زمیں کا ہو طیبہ — میں ایسا بنوں رازدارِ مدینہ
میں پسماندہ ہوں کیوں نہ حسرت سے دیکھوں — سوئے عازمانِ دیارِ مدینہ
وہاں جلوہ فرما حیات النبیؐ ہیں — زہے زائرین مزارِ مدینہ
نمک بر جراحت ہے اُف ذکرِ طیبہ — کہ ہوں آہ میں دِلفگارِ مدینہ
میں جاؤں وہاں نیک اعمال لے کر — کہ یا رب نہ ہوں شرمسارِ مدینہ
الٰہی بصد شوق مجذوب پہنچے — یہ ناکام ہو کامگارِ مدینہ

(حضرت مجذوبؒ)

بحضورِ سیّدالمُرسلین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

مَیں ہر آستاں چھوڑ کر آ گیا ہُوں
مُواجہ پہ باچشمِ تر آ گیا ہُوں

رسالت پناہا! نُبوّت کُلاہا!
اِک اُمیدوار نظر آ گیا ہُوں

زمانے نے روکا، مصائب نے ٹوکا
زیارت کی خاطر مگر آ گیا ہُوں

محبّت کی شِدّت مجھے کھینچ لائی
عقیدت کے پیشِ نظر آ گیا ہُوں

اِلٰی اَصلِہٖ یَرجِعُ کُلُّ شَیٍٔ
مَیں بھُولا ہُوا اپنے گھر آ گیا ہُوں

مری راہ میں گرچہ حائل تھے دریا
خُدا کی قسم بے خطر آ گیا ہُوں

محبّت کے سِکّے، عقیدت کی نقدی
یہی لے کے زادِ سفر آ گیا ہُوں

مرے پاس تک آ سکے گی نہ دُنیا
قریب آپؐ کے اِس قدر آ گیا ہُوں

مری زِندگی ہو رہی ہے نچھاور
جو روضے پہ میں لمحہ بھر آ گیا ہُوں

مجھے لوگ کہتے ہیں مقبولِ احمد
اِس ارماں اِس اُمید پر آ گیا ہُوں

باب ۷

درود شریفؒ کی برکتؒ سےؒ دُعا کی قبولیتؒ

برکات دعا

اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ. یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا
صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے رحمت بھیجتے ہیں ان پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) پر اے ایمان والو! تم بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر رحمت بھیجا کرو اور خوب سلام بھیجا کرو (تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا حق عظمت جو تمہارے ذمہ ہے وہ ادا ہو)

فائدہ: اللہ تعالیٰ کا رحمت بھیجنا تو رحمت فرمانا ہے اور مراد اس سے رحمت خاصہ ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ عالی کے مناسب ہے۔ اور فرشتوں کا رحمت بھیجنا اور اسی طرح جس رحمت بھیجنے کا ہم کو حکم دیا گیا ہے اس سے مراد اس رحمت خاصہ کی دعا کرنا ہے اور اس کو ہمارے محاورے میں دُرود شریف کہتے ہیں۔ (تفسیر بیان القرآن جلد 2)

صلوٰۃ وسلام کے معنی

لفظ صلوٰۃ عربی زبان میں چند معانی کیلئے استعمال ہوتا ہے (1) رحمت (2) دعا (3) مدح وثناء۔ قرآنی آیت میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو نسبت صلوٰۃ کی ہے اس سے مراد رحمت نازل کرنا ہے اور فرشتوں کی طرف سے صلوٰۃ کے معنی ان کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے دعا کرنا ہے اور عام مؤمنین کی طرف سے صلوٰۃ نام ہے دعا اور مدح وثناء کے مجموعہ کا عام مفسرین نے یہی معنی لکھے ہیں۔ (تفسیر معارف القرآن جلد 7)

استاذ المحدثین حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسنؒ نے تحریر فرمایا: علماء نے کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے صلوٰۃ کے معنی رحمت بھیجنا ہے اور فرشتوں کی طرف سے صلوٰۃ کے معنی استغفار کرنا ہے اور مؤمنین کی جانب سے صلوٰۃ کے معنی دعا کرنا ہے۔

آیتِ کریمہ کا ماحصل اور مقصد

صاحب معارف القرآن اس طرح فرما رہے ہیں: آیت کریمہ کا اصل مقصود مسلمانوں کو یہ حکم دینا تھا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ وسلام بھیجا کریں مگر اس کی تعبیر وبیان میں اس طرح فرمایا کہ پہلے اللہ تعالیٰ نے خود اپنا اور اپنے فرشتوں کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے عمل صلوٰۃ کا ذکر فرمایا اس کے بعد عام مؤمنین کو اس کا حکم دیا جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے شرف اور عظمت کو اتنا بلند فرمادیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں جس کام کا حکم مسلمانوں کو دیا جارہا ہے وہ کام ایسا ہے کہ خود حق تعالیٰ اور اس کے فرشتے بھی وہ کام کرتے ہیں تو عام مؤمنین جن پر رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احسانات بے شمار ہیں ان کو تو اس عمل کا بڑا اہتمام کرنا چاہیے اور ایک فائدہ اس تعبیر میں یہ بھی ہے کہ اس سے دُرود وسلام بھیجنے والے مسلمانوں کی ایک بہت بڑی فضیلت یہ ثابت ہوئی کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اس مقدس عمل میں شریک فرمالیا جو کام خود اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے کرتے ہیں۔

علامہ ابن کثیر فرماتے ہیں: مقصود اس آیت کریمہ سے یہ ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قدر ومنزلت لوگوں کی نگاہوں میں بچ جائے۔ وہ جان لے کہ جب خود اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مداح اور ثناء خواں ہے اور اس کے فرشتے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر دُرود بھیجتے رہتے ہیں ملاء اعلیٰ کی مذکورہ خبر کلامِ ربانی کے ذریعہ دے کر اب زمین والوں کو حکم دیا جارہا ہے کہ اے مسلمانو تم بھی اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر دُرود وسلام بھیجا کرو تاکہ عالم علوی (آسمانوں) اور عالم سفلی (زمین والوں) کا اس پر اجماع ہو جائے۔

حضرت مفتی محمد شفیع صاحبؒ مزید آگے تحریر فرماتے ہیں: مقصود آیت کا تو یہ تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم وتکریم کا حق ہم لوگ خود ادا کریں مگر طریقہ یہ بتلایا کہ پہلے ہم اللہ تعالیٰ سے دعا کریں اس میں اشارہ اس طرف ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم واطاعت کا پورا حق ادا کرنا یہ ہمارے کسی کے بس میں نہیں ہے اس لئے یہ لازم کیا گیا کہ پہلے ہم اللہ تعالیٰ سے یہ درخواست کریں کہ وہ اپنی بیش از بیش رحمتیں ابد الآباد تک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل فرماتے رہیں۔

یہ اعزاز صرف نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہی کو حاصل ہے

ایک عمل اتنا بڑا ہے کہ جس میں اللہ تعالیٰ نے اپنے ساتھ فرشتوں اور مسلمانوں کو بھی شریک فرمالیا۔

شیخ بلند شہریؒ تحریر فرماتے ہیں دراصل بات یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ بھیجنا یہ وہ عمل ہے جس کے متعلق خود اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ میں خود اس عمل کو کرتا ہوں تم بھی کرو یہ اعزاز صرف حضور صلی اللہ علی وسلم ہی کو حاصل ہے کہ اللہ تعالیٰ نے صلوٰۃ کی نسبت اولا اپنی طرف پھر ثانیا اپنے فرشتوں کی طرف کی، پھر مسلمانوں کو حکم دیا گیا کہ تم بھی درُود بھیجو۔ یہ کتنی بڑی فضیلت ہے کہ اس عمل میں اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے بھی مؤمنین کے ساتھ شریک ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے صلوٰۃ بھیجنے کا یہ مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی فرشتوں کے سامنے تعریف وتوصیف بیان فرماتے ہیں اور فرشتوں کا صلوٰۃ بھیجنا اس کا مطلب یہ ہے کہ فرشتے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے مزید اعزاز وکرام کی اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں اور مؤمنین کا صلوٰۃ بھیجنا بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے دعا کرنا ہے۔ یا اللہ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کو اور زیادہ بلند مرتبہ عطاء فرما۔ (فضائل دعا)

اسیرِ مالٹا حضرت شیخ الھندؒ فرماتے ہیں: حضرت شاہ عبدالقادر صاحبؒ لکھتے

ہیں: اللہ تعالیٰ سے رحمت مانگنی اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم پر اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھرانے والوں پر یہ بڑی قبولیت کا مقام رکھتی ہے۔

درُود وسلام دونوں ساتھ پڑھنا زیادہ مناسب ہے

درُود وسلام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول الفاظ میں پڑھنا یہ زیادہ انفع ہے۔ صاحب معارف القرآن تحریر فرماتے ہیں: درُود شریف میں جس عبارت سے صلوٰۃ وسلام کے الفاظ ادا کئے جائیں اس سے حکم کی تعمیل اور درُود شریف کا ثواب تو حاصل ہو جاتا ہے مگر یہ بات ظاہر ہے کہ جو الفاظ خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہیں وہ زیادہ بابرکت اور زیادہ ثواب کے موجب ہیں اسی لئے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے الفاظ سلام بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کر کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے متعین فرمالئے۔ اس لئے وہ زیادہ انفع ہے۔

حضرت امام نوویؒ فرماتے ہیں: درُود شریف میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ وسلام دونوں کو ایک ساتھ ملا کر پڑھتے رہنا چاہیے صرف ''صلی اللہ علیہ'' یا ''علیہ السلام'' نہ کہا جائے کیونکہ مذکورہ بالا آیت کریمہ میں بھی اللہ تعالیٰ نے صلوٰۃ وسلام دونوں ہی کو ساتھ پڑھنے کا حکم دیا ہے۔ (تفسیر ابن کثیر)

پریشانیوں سے نجات اور جملہ مقاصد میں کامیابی کا وظیفہ

حضرت اُبیؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں آپ پر بکثرت درُود پڑھتا ہوں پس کتنا وقت اس میں صرف کروں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جتنا چاہے اس نے عرض کیا چوتھائی وقت؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جتنا چاہو اور زیادہ کرلو۔ انہوں نے عرض کیا آدھا وقت متعین کرلوں تو؟ اس کا بھی وہی جواب ارشاد فرمایا۔

انہوں نے پھر عرض کیا دو تہائی وقت؟ اس پر بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے

یہی فرمایا کہ اور زیادہ کرلو تو اچھا ہے' اس پر اس صحابیؓ نے عرض کیا کہ بس اب تو میں سارا ہی وقت درُود شریف پڑھنے میں صرف کردونگا۔ اس کے جواب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پھر تو اللہ تعالیٰ تجھے تیرے تمام ہم وغم سے بچالے گا اور تیرے گناہوں کو معاف فرمادے گا۔ (رواہ ترمذی شریف)

ایسا ہی سوال ایک دوسرے صحابیؓ نے کیا تھا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں سارا وقت درُود شریف پڑھنے میں صرف کردونگا تو اس کے جواب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ایسی حالت میں اللہ تعالیٰ تجھے دین و دنیا کے غم سے نجات عطاء فرمادے گا۔ (رواہ ترمذی شریف)

ایک صحابی نے عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر میں اپنا سارا ہی وقت درُود شریف پڑھنے میں صرف کردوں؟ تو اس کے جواب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تب تو تمہارے دنیا اور آخرت کے تمام مقاصد پورے ہوجائیں گے۔ (رواہ مسند احمد)

ایک لاکھ ساٹھ ہزار مرتبہ حج کرنے کے برابر ثواب

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ایک مرتبہ اللہ تعالیٰ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل فرمائی اس میں کہا گیا کہ جو شخص تم پر درُود بھیجے گا اس کو چارسو غزوے کا ثواب ملے گا اور ہر غزوہ چارسو حج کے برابر ہوگا۔ (از مکیہ)

فائدہ: مذکورہ بالا روایت کے مطابق ایک ایک مرتبہ درُود شریف پڑھنے پر ایک لاکھ ساٹھ ہزار مرتبہ حج (کرنے) کے برابر ثواب ملے گا درُود شریف کی عظمت و بلندی اور فضیلت کا اس سے آپ اندازہ لگالیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا تعلیم فرمودہ طریقہ دعا

حکیم الامت حضرت تھانویؒ نے فرمایا: حضرت فضالۃ بن عبیدؓ سے روایت ہے: ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے کہ اچانک ایک صحابی تشریف

لائے اور آتے ہی نماز پڑھی سلام پھیر کر (دعا کیلئے ہاتھ اٹھا کر) وہ کہنے لگے (اللھم اغفرلی وارحمنی) یہ سن کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: او نماز پڑھنے والے! تو نے جلدی کی جب تو نماز پڑھ کر فارغ ہوجائے تو پہلے اللہ تعالیٰ کی ایسی حمد کر جس کا وہ اہل ہے پھر مجھ پر درُود بھیج' پھر اللہ تعالیٰ سے دعا کر۔

راوی فرماتے ہیں: اس واقعہ کے بعد اسی مجلس میں ایک اور صحابی تھوڑی دیر بعد تشریف لائے اور انہوں نے بھی دوگانہ ادا کی۔ سلام پھیر کر انہوں نے پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد (تعریف) کی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درُود پڑھا بس اتنا سن کر خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ او نماز پڑھنے والے! دعا مانگ تیری (جائز) دعا قبول کی جائے گی۔ (ابوداؤد' ترمذی' نسائی' احمد وابن حبان)

اسی قسم کی دوسری حدیث مختصر تغیر کے ساتھ اسی صحابیؓ سے اس طرح وارد ہے۔ حضرت فضالہ بن عبیدؓ سے روایت ہے: حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ایک صحابی نے نماز سے فارغ ہوکر دعا مانگنا شروع فرمادی اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درُود نہیں پڑھا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس نے عجلت کی اس کو بلایا اور اسی سے یا دوسرے سے (تاکہ وہ بھی سن لے) فرمایا: جب تم میں سے کوئی نماز سے فارغ ہوکر دعا مانگے تو اول اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کرے پھر مجھ پر درُود بھیجے اس کے بعد جو دل چاہے (جائز) دعا مانگے (ابوداؤد' ترمذی' نسائی)

دعا کا اصولی طریقہ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: میں خود ایک مرتبہ نماز پڑھ رہا تھا' اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمر ابن الخطابؓ بھی وہاں تشریف فرما تھے۔ اسی مجلس میں نماز سے فارغ ہوکر جب میں بیٹھا تو سب سے پہلے میں نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کی' پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درُود پڑھا پھر ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا شروع کیا۔ یہ طریقہ دیکھ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی وقت

یہ ارشاد فرمایا کہ: اے عبداللہ! مانگ جو مانگے گا وہ عطا کیا جائے گا۔

(یعنی تم نے اصول کے مطابق دعا مانگنا شروع کیا ہے اس لئے تمہاری دعا قبول ہو جائے گی) یہ جملے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو تین مرتبہ فرمائے کہ اے عبداللہ! مانگ جو مانگے گا وہ عطاء کیا جائے گا (ترمذی شریف)

حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا: کہ جب کوئی شخص اللہ تعالیٰ سے کوئی چیز مانگنے کا ارادہ کرے تو اس کو چاہیے کہ اولاً اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کے ساتھ ابتداء کرے ایسی حمد و ثناء جو اس کی شایانِ شان ہو پھر حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر دُرود بھیجے اس کے بعد دعا مانگے۔ پس اقرب یہ ہے کہ وہ کامیاب ہوگا اور مقصود کو پہنچے گا۔

حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی دعا مانگنے کا ارادہ کرے تو اسے چاہیے کہ ابتداء اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء سے کرے جس کا وہ اہل ہے پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر دُرود بھیجے اس کے بعد سوال (دعا) کرے پس تحقیق کہ یہ دعا اس قابل ہے کہ کامیاب ہو (یعنی قبول کی جائے گی) (طبرانی، ہیثمیؒ جلد 10 صفحہ 155)

حضرت علیؓ سے روایت ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: تمہارا مجھ پر دُرود پڑھنا یہ تمہاری دعاؤں کی حفاظت کرنے والا ہے اور تمہارے رب کے راضی اور خوش ہونے کا سبب ہے (فضائل دُرود شریف صفحہ 76)

دعا مانگنے والے عبد اور معبود کے درمیان حجاب

حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی دعا ایسی نہیں ہے کہ اس میں اور اللہ تعالیٰ کے درمیان حجاب نہ ہو۔ یہاں تک کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر دُرود بھیجے۔ پس جب وہ ایسا کرتا ہے (یعنی دُرود شریف پڑھ لیتا ہے) تو پردہ ہٹ جاتا ہے اور وہ محل اجابت میں داخل ہو جاتی ہے ورنہ پھر لوٹا دی جاتی ہے (فضائل دُرود شریف صفحہ 76)

حضرت عبداللہ ابن عباسؓ نے فرمایا جب تو دعا مانگا کرے تو اپنی دعا میں حضور

صلی اللہ علیہ وسلم پر دُرود بھی شامل کر لیا کر اس لئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر دُرود تو مقبول ہے ہی اور اللہ تعالیٰ کے کرم سے یہ بعید ہے کہ وہ کچھ (یعنی دُرود شریف) قبول کرے اور کچھ (یعنی دعاؤں) کو چھوڑ دے (فضائل دُرود شریف صفحہ 76)

دعا کے اول آخر دُرود شریف پڑھنے کی تلقین

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ کو سوار کے پیالہ کی طرح نہ بناؤ، صحابہؓ نے عرض کیا کہ سوار کے پیالہ سے کیا مراد؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسافر اپنی حاجت وضرورت پر برتن میں پانی ڈالتا ہے اس کے بعد اگر اس کو پینے یا وضو کی ضرورت ہوتی ہے تو وہ اسے پی لیتا ہے یا وضو کر لیتا ہے ورنہ پھینک دیتا ہے مجھے اپنی دعا کے اول میں بھی یاد کرو اوسط میں بھی اور اخیر میں بھی۔

علامہ سخاویؒ فرماتے ہیں: مسافر کے پیالہ سے مراد یہ ہے کہ مسافر اپنا پیالہ سواری کے پیچھے لٹکا لیا کرتا ہے مطلب یہ کہ مجھے دعا میں سب سے اخیر میں نہ رکھو، یہی مطلب صاحب الاتحاف نے شرح احیاء میں بھی لکھا ہے سوار اپنے پیالہ کو پیچھے لٹکا دیتا ہے یعنی مجھے اپنی دعا میں صرف سب سے اخیر میں نہ ڈالو۔ (فضائل دُرود شریف صفحہ 75، حضرت شیخ الحدیث)

حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دعا زمین و آسمان کے درمیان ٹھہری رہتی ہے (قبولیت حاصل کرنے کیلئے آسمان کی طرف) چڑھتی نہیں، جب تک کہ مجھ پر دُرود نہ پڑھے۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مجھ کو سوار کا پیالہ نہ بناؤ (بلکہ) مجھ پر دعا کے شروع میں درمیان اور آخر (تینوں وقت) میں دُرود پڑھا کرو۔ (ترمذی ورزین)

مُستجاب الدعوات بننے کا عمل

عارف ربانی علامہ سخاویؒ فرماتے ہیں کہ: دُرود شریف دعا کے اول میں، درمیان میں اور اخیر میں تینوں وقت ہونا چاہیے علماء نے اس کے

استحباب (مستحب ہونے) پر اتفاق نقل کیا ہے۔

دعا کی ابتداء اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر دُرود سے ہونی چاہیے اور اس پر ختم ہونا چاہیے۔ (فضائل دُرود شریف)

اقلیشیؒ (محدث) فرماتے ہیں کہ: جب تو اللہ تعالیٰ سے دعا کرے تو پہلے حمد کے ساتھ ابتداء کر پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر دُرود بھیج' اور دُرود شریف کو دعا کے اول میں دعا کے بیچ میں اور دعا کے آخر میں پڑھ لیا کر' اور دُرود شریف پڑھتے وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اعلیٰ فضائل کو ذکر کیا کر' اس کی وجہ سے تو مستجاب الدعوات بنے گا تیرے اور تیرے پروردگار کے درمیان سے حجاب اٹھ جائے گا۔

کوئی دعا آسمان تک نہیں پہنچتی مگر

حضرت عبداللہ ابن بسرؓ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دعائیں ساری کی ساری رُکی رہتی ہیں یہاں تک کہ اس کی ابتداء اللہ تعالیٰ کی تعریف (حمد وثناء) اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر دُرود سے نہ ہو۔ اگر ان دونوں کے بعد دعا کرے گا تو اس کی دعا قبول کی جائے گی۔ (فضائل دُرود شریف صفحہ 76)

ایک حدیث میں اس طرح آیا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دعا آسمان پر پہنچنے سے رُکی رہتی ہے اور کوئی دعا آسمان تک اس وقت تک نہیں پہنچتی جب تک کہ مجھ پر دُرود شریف نہ بھیجا جائے۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر دُرود شریف پڑھا جاتا ہے تب وہ آسمان پر پہنچ جاتی ہے۔ (فضائل دُرود شریف صفحہ 76)

حضرت ابوطالب مکیؒ سے روایت ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم اللہ تعالیٰ سے اپنی کوئی حاجت مانگو تو ابتداء میرے اوپر دُرود پڑھنے سے کرو' اللہ تعالیٰ کا کام اس امر کا مقتضی (مناسب) نہیں کہ اس سے کوئی دو حاجتیں مانگیں تو ایک پوری کرے اور دوسری کو پوری نہ کرے۔ (مذاق العارفین)

حضرت عمر ابن الخطابؓ نے فرمایا: دعا آسمان اور زمین کے درمیان ٹھہری رہتی ہے اس میں سے کچھ بھی اوپر نہیں چڑھتی یہاں تک کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر دُرود شریف بھیجا جائے۔ (رواہ ترمذی شریف' طبرانی)

حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا: دعا رُکی ہوئی ہوتی ہے (مقام قبولیت تک نہیں پہنچتی) یہاں تک کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر دُرود شریف بھیجے۔

حضرت عمر ابن الخطابؓ فرماتے ہیں: بے شک دعا آسمان اور زمین کے درمیان لٹکتی رہتی ہے کوئی بھی چیز ان میں سے آسمان پر نہیں چڑھتی جب تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر دُرود شریف نہ پڑھا جائے۔ (رواہ ترمذی)

وہ صندوق دعاؤں کو لپیٹ کر لے جاتا ہے

عارف ربانی حضرت حاجی امداداللہ مہاجر مکیؒ نے فرمایا: دعا سے پہلے اور بعد میں جو دُرود پڑھا جاتا ہے وہ مثلِ صندوق کے ہے کہ وہ صندوق دعاؤں کو اپنے اندر لپیٹ کر (دعا' دُرود' تلاوت اور وظائف وغیرہ کو) لے جاتا ہے۔ (امداد المشتاق)

علامہ شامیؒ فرماتے ہیں: دعاؤں کے اول آخر دُرود شریف پڑھنا یہ دعا کی قبولیت کا نہایت قوی ذریعہ ہے۔

علامہ ابواسحٰق شاطبیؒ نے فرمایا: دُرود شریف کو اللہ تعالیٰ قبول فرما لیتے ہیں اور کریم سے یہ بعید ہے کہ بعض دعا قبول کرے اور بعض کو رَد کر دے۔

عارف باللہ حضرت ابوسلیمان دارانیؒ فرماتے ہیں: دعا سے پہلے اور اخیر میں دُرود شریف پڑھنے والے کی دعا قبول ہو جاتی ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ صرف اول' آخر کا دُرود شریف قبول فرما لیں اور اس کے درمیان کی دعاؤں کو قبول نہ کریں یہ ان کے کرم سے بعید ہے۔ (رواہ' شامی جلد 1)

محقق علامہ شامی رحمہ اللہ کا ملفوظ

علامہ شامیؒ فرماتے ہیں: اپنی دعاؤں سے پہلے بھی درُود شریف پڑھو اور بعد میں بھی پڑھو، کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درُود پڑھنا یہ تو قطعی (یقینی) طور پر قبول ہے اس لئے کہ اس عمل (یعنی درُود شریف پڑھنے) میں خود اللہ تعالیٰ بھی شامل ہے جیسا کہ آیت کریمہ میں وارد ہے۔ تو جس عمل میں اللہ تعالیٰ خود شریک ہوں وہ عمل تو ضرور قبول ہوگا۔ اگر کسی تجارت یا فیکٹری وغیرہ میں کسی کے ساتھ وقت کا سب سے بڑا بادشاہ شریک ہو تو کیا وہ کبھی فیل اور ناکام ہوسکتا ہے؟ تو ارحم الراحمین جو زمین وآسمان اور کل کائنات کے خالق ومالک ہیں جب وہ اس عمل میں شامل ہیں اور اس کے مقبول ملائکہ بھی شریک ہیں تو اس نعمتِ عظمیٰ سے فائدہ حاصل کرتے ہوئے ہمیں بھی اپنی دعا کے اول وآخر میں درُود شریف ضرور پڑھتے رہنا چاہیے تاکہ جب اللہ تعالیٰ دعا کا اول وآخر یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر پڑھا ہوا صلوٰۃ وسلام قبول فرمائیں گے تو وہ کریم آقاء ہیں درمیان سے تمہاری دعاؤں کو کیسے باہر نکال سکتے ہیں؟ یاد رہے کریم کی تعریف اور معنی ہی یہ ہیں کہ جو نالائقوں پر بھی رحم وکرم کی بارشیں برساتا رہے۔

ہماری کشتی دو کریموں کے بیچ میں ہے

عارف باللہ حضرت مولانا شاہ عبدالغنی پھولپوریؒ (خلیفہ اجل حضرت تھانویؒ) فرمایا کرتے تھے کہ: جب درُود شریف پڑھنا شروع کرو اور صرف **اللھم صل** کہو تو سمجھ لو کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت ہم پر برس رہی ہے۔ اور دعاؤں کے وقت یا بغیر دعا کے جب بھی **اللھم صلی علی محمد** کہو تو سمجھ لو کہ ہماری کشتی دو کریم کے بیچ میں آ گئی ہے۔ ایک کریم تو رب العالمین ہے اور دوسرے کریم رحمتہ للعالمین (صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں یہ دو کریم ہیں اور ہم ان دونوں کے درمیان میں ہیں اس لئے قبولیت دعا سے مایوس اور ناامید ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ (راہ مغفرت)

یا رب تو کریم و رسول تو کریم ...... صد شکر کہ ہستیم میان دو کریم

محدثِ امام ترمذیؒ کا آزمودہ نسخہ

حضرت امام ترمذیؒ فرماتے ہیں: تسبیح سے اعمال کی تطہیر (صفائی پاکیزگی) ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ کی تقدیس (پاکی) بیان کرنے سے گناہ دھلتے ہیں اور اللہ اکبر کہنے سے اعمال عرش تک پہنچتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء اور درُود شریف پڑھ کر دعا مانگنا یہ دعاؤں کی قبولیت کیلئے آزمودہ نسخہ ہے۔ (نوادر الاصول، حکیم ترمذیؒ)

بکثرت دعا کرنے والا محبوب بن جاتا ہے

عارف باللہ حضرت امام سفیان ثوریؒ فرمایا کرتے تھے کہ: اللہ تعالیٰ کو وہ بندہ بہت ہی پیارا لگتا ہے جو بکثرت اس سے دعائیں کیا کریں اور وہ بندہ اللہ تعالیٰ کو بہت سخت برُا معلوم ہوتا ہے جو اس سے دعائیں نہ کرے پھر فرمایا اے میرے رب! یہ صفت تو صرف آپ ہی کی ہوسکتی ہے۔ (تفسیر ابن کثیر جلد 4)

مناجات کی حلاوت جنت کی چیز ہے

حجۃ الاسلام حضرت امام غزالیؒ نے لکھا ہے کہ بعض علماء نے فرمایا ہے کہ: دنیا میں کوئی ایسا وقت نہیں جو اہل جنت کے مزہ (لذت) کے مشابہ ہو مگر ہاں صرف ایک چیز ہے اور وہ ہے مناجات کی وہ حلاوت جو رات کے وقت عاجزی کرنے والوں کے دلوں میں ہوا کرتی ہے وہ البتہ جنت کی نعمتوں کے مشابہ ہے اور بعض اکابر فرماتے ہیں کہ مناجات کی لذت یہ دنیا کی چیزوں میں سے نہیں، بلکہ جنت کی چیز ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے دوستوں کیلئے ظاہر فرمایا ہے۔ اور ان کے سوا دوسروں کو وہ نصیب نہیں ہوتی۔ (مذاق العارفین)

شہوت پرست کیلئے محرومی ہے

حضرت داؤد علیہ السلام کی روایت میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد اس طرح وارد ہے کہ:

اے داؤد ! (علیہ السلام) عالمِ جس وقت اپنی شہوت کو (نفسانی شہوات سے برانگیختگی) اختیار کرتا ہے تو ادنیٰ بات (سزا کے طور پر) میں اس کے ساتھ یہ کرتا ہوں کہ اس کو اپنی مناجات (دعا مانگنے) کے مزہ (حلاوت) سے محروم کر دیتا ہوں۔ اے داؤد (علیہ السلام) میری کیفیت (صفات وکمالات) ایسے عالمِ سے مت پوچھنا جس کو دنیا نے اپنا متوالا (دیوانہ) کر دیا ہو ورنہ وہ تجھ کو میری محبت سے روک دے گا۔ اس قسم کے لوگ میرے بندوں کے حق میں راہزن ہیں۔ (مذاق العارفین)

علامہ سمرقندیؒ نے تحریر فرمایا: ایک مرتبہ عارفہ رابعہ عدویہؒ ایک قبرستان کی طرف جا رہی تھی ایک آدمی نے لپک کر ان سے دعا کرنے کیلئے عرض کیا تو وہ مقدس خاتون کہنے لگی کہ اللہ تعالیٰ تم پر رحم فرمائے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرتے رہو اور اسی سے مانگتے رہا کرو اس لئے کہ مجبور و بے بس لوگوں کی دعائیں وہی قبول فرما لیتے ہیں۔ (از تنبیہ الغافلین)

باغی کے پاس جاؤ، مگر انداز تکلم نرم ہو

فَقُوْلَا لَهٗ قَوْلًا لَّيِّنًا لَّعَلَّهٗ يَتَذَكَّرُ اَوْ يَخْشٰى (پارہ 16 ع 11 سورۃ طٰحہ)

تشریح: اے موسیٰ (علیہ السلام) تم فرعون کے پاس میرا پیغام لے کر جاؤ، اس نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانیوں پر بہت سر اٹھائے رکھا ہے، اللہ تعالیٰ کی نافرمانیوں پر دلیر ہو گیا ہے اور اپنے خالق و مالک کو بھول گیا ہے مگر ہاں اس سے نرم گفتگو کرنا۔

فائدہ: دیکھو! فرعون کس قدر برا آدمی ہے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کس قدر بھلے ہیں۔ لیکن حکم یہ ہو رہا ہے کہ اسے نرمی سے سمجھانا اس مذکورہ آیت پر حضرت شیخ یزید رقاشیؒ نے فرمایا کہ: اے وہ خدا! جو دشمنوں سے بھی محبت اور نرمی کرتا ہے تو پھر تیرا کیسا کچھ سچا برتاؤ ہوگا ان لوگوں کے ساتھ جو تجھ سے محبت کرتے ہیں اور تجھے رات دن پکارا کرتے ہیں۔ (تفسیر ابن کثیر جلد 3)

حضرت شیخ علامہ فخر الدین مروزیؒ نے فرمایا: مخلوق سے دور رہنے کی ترکیب یہ

ہے کہ گوشہ نشینی اور عزلت کو اختیار کرے اور دنیا سے دور رہنے کا طریقہ قناعت اور برّ (تقویٰ) اختیار کرنا ہے اور نفسانی خواہشات اور شیطان سے بچنے کی سبیل ہمہ وقت خدا کی یاد میں مشغول رہنا ہے اور اس سے التجا اور دعا کرتے رہنے میں ہے اور مشہور یہ ہے کہ شیطان سے بچنے کیلئے ذکر اللہ کی کثرت اور نفس سے بچنے کیلئے اللہ تعالیٰ کے حضور میں گڑگڑا کر التجاء و دعا کرتے رہنا چاہیے۔ (اخبار الاخیار)

اعلانیہ گناہ کرنے والوں کیلئے دعائے رحمت ومغفرت

حضرت شیخ ابراہیم اطروشؒ سے روایت ہے کہ: ہم شہر بغداد میں دریائے دجلہ کے کنارہ پر حضرت معروف کرخیؒ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے کہ اس دوران ایک چھوٹی سی ڈونگی (کشتی) پر سوار چند نوجوان ناچتے ڈھول بجاتے اور شراب پیتے ہوئے چلے جا رہے تھے، انہیں اس نازیبا حرکت و مستی میں دیکھ کر لوگوں نے عارفِ ربانی حضرت شیخ معروف کرخیؒ سے عرض کیا کہ حضرت یہ لوگ علانیہ بے باک ہو کر اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کر رہے ہیں۔ آپ ان کیلئے بد دعا کیجئے، تاکہ کیفرِ کردار تک وہ پہنچ جائیں اور اپنے کرتوتوں کا مزہ اچھی طرح وہ چکھ لیں۔

یہ سنتے ہی اسی وقت اس عاشق رسولؐ بزرگ نے ہاتھ اٹھا کر اس طرح دعا فرمائی کہ یا اللہ العالمین! جیسا تو نے انہیں اس دنیا میں خوش رکھا آخرت میں بھی ان سب لوگوں کو خوش رکھنا، یہ سن کر ہمراہیوں نے عرض کیا کہ حضرت! ہماری غرض تو یہ تھی کہ آپ ان کیلئے بد دعا فرمائیں؟ یہ سن کر حضرت معروف کرخیؒ نے فرمایا کہ: کیا میں ان کیلئے بد دعا کر کے شیطان کو خوش اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ناراض کروں؟ ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا پھر فرمایا امید ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں سچی توبہ کی توفیق کے بعد ہدایت اور عملِ صالح کی توفیق عطاء فرمائیں گے تو ان شاء اللہ یہ سب لوگ آخرت میں بھی خوش وخرم رہیں گے۔ (نزہتہ البساتین جلد 9)

شنیدم کہ مردان راہ صفا — دل دشمنا ہم نہ کر دند تنگ
تُرا کے میسر شود ایں مقام — کہ بادوستانت خلاف است وجنگ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا وسیلہ اور واسطہ دُعا کی قبولیت کا اعلیٰ ذریعہ

عارف ربانی حضرت مولانا محمد الیاس صاحب دہلویؒ فرماتے ہیں دعا مانگنے کا طریقہ یہ ہے کہ: دعا مانگنے والا باوضوٗ قبلہ رو ہوکر بیٹھے پالتی مار کر (چارزانوں) ہرگز نہ بیٹھے اس لئے کہ یہ سخت بے ادبی ہے مگر ہاں مجبوری میں اجازت ہے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ کی عظمت وقدرت کا دھیان جما کر دعا مانگے' ہاتھوں کو دعا کیلئے اٹھا کر سب سے پہلے دُرودشریف پڑھے کیونکہ حدیث میں آتا ہے کہ جو دعا بغیر دُرود کے مانگی جاتی ہے وہ زمین وآسمان کے درمیان لٹکتی رہتی ہے اور قبول نہیں ہوتی' اس کے بعد اللہ جل شانہ کی تعریف وتوصیف میں جتنے عمدہ کلمات کہہ سکتے ہو وہ پڑھ لیں' اس کے بعد اسمِ اعظم اور اسمائے حسنٰی جن کے متعلق صحیح حدیث میں آتا ہے کہ ان کے پڑھنے کے بعد جو دعا مانگی جائے گی وہ ردنہیں کی جائے گی۔ ان اسماء میں سے دو چار یا زیادہ کہہ کر دعا کے الفاظ ادا کرے (یعنی دعا مانگنا شروع کرے) اپنی حاجتوں کو احکم الحاکمین' ارحم الراحمین' ذات خداوندی کے سامنے پیش کرے رو رو کر گڑ گڑا کر اپنی دعاؤں کو قبول کرائے۔ اور دعا میں سب کچھ مانگ لینے کے بعد آخر میں پھر دُرودشریف پڑھے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطہ سے دعا مانگنا سب سے زیادہ افضل ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا وسیلہ اور واسطہ دعا کی قبولیت کا اعلیٰ ترین ذریعہ ہے کسی نے خوب کہا ہے:

فسهل يا الٰهي كل صعب — بحرمة سيد الابرار سهل

یعنی یا اللہ! میری ساری مصیبتیں اور تکلیفیں سید ابرار حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل دور فرما۔ دعا کی قبولیت میں اوقات اور مقامات متبرکہ کو بھی کافی دخل ہے۔ دعا مانگ لینے کے بعد اپنے دونوں ہاتھوں کو منہ پر پھیرلیں اور اس پر پورا یقین رکھو کہ دعا ضرور قبول ہوگی اور اگر دعا کی قبولیت کے آثار نظر نہ آئیں تو تنگ دل اور رنجیدہ نہ ہوں بلکہ برابر مانگتے رہیں اور خیال کریں کہ اب تک قبول نہ ہونے میں کوئی بہتری مقدر ہے اور آخرت میں اس کا بہت بڑا ذخیرہ ثواب کی شکل میں ملے گا۔ (برکات دُعا)

پریشانیوں سے عافیت پانے کیلئے

حضرت مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہٗ لکھتے ہیں: میرے شیخ حضرت ڈاکٹر عبدالحیئ رحمہ اللہ تعالیٰ نے ایک مرتبہ فرمایا کہ جب آدمی کو کوئی دکھ اور پریشانی ہو، یا کوئی بیماری ہو، یا کوئی ضرورت اور حاجت ہو تو اللہ تعالیٰ سے دعا تو کرنی چاہئے کہ یا اللہ! میری اس حاجت کو پورا فرما دیجئے میری اس پریشانی اور بیماری کو دور فرما دیجئے لیکن ایک طریقہ ایسا بتاتا ہوں کہ اس کی برکت سے اللہ تعالیٰ اس کی حاجت کو ضرور ہی پورا فرمادیں گے وہ یہ ہے کہ کوئی پریشانی ہو اس وقت دُرودشریف کثرت سے پڑھیں اس دُرودشریف کی برکت سے اللہ تعالیٰ اس پریشانی کو دور فرمادیں گے۔ (اصلاحی خطبات از مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہٗ، ج ۶، ص ۹۲)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ

کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرٰھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرٰھِیْمَ

اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ

اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ

کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرٰھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرٰھِیْمَ

اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ

باب ۸

رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بابرکت ذات سے منسوب مقدس مقامات کی تاریخ تعارف اور آداب واحکام

مدینہ منورہ کی عظمت و برکت

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے' آپ فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے مدینہ کا نام "طابہ" رکھا ہے۔ (صحیح مسلم)

طابہ' طیبہ اور طیّبہ ان تینوں کے معنی پاکیزہ اور خوشگوار کے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس کا یہ نام رکھا اور اس کو ایسا ہی کردیا اس میں روحوں کیلئے جو خوشگواری' جو سکون واطمینان اور پاکیزگی ہے وہ بس اسی کا حصہ ہے۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مکہ کے "حرم" ہونے کا اعلان کیا تھا (اور اس کے خاص آداب واحکام بتائے تھے) اور میں مدینہ کے "حرم" قرار دیئے جانے کا اعلان کرتا ہوں' اس کے دونوں طرف کے دروں کے درمیان پورا رقبہ واجب الاحترام ہے۔ اس میں خون ریزی نہ کی جائے کسی کے خلاف ہتھیار نہ اٹھایا جائے (یعنی اسلحہ کا استعمال نہ کیا جائے) اور جانوروں کے چارے کی ضرورت کے سوا درختوں کے پتے بھی نہ جھاڑے جائیں۔ (صحیح مسلم)

جیسا کہ اس حدیث سے معلوم ہوا' مدینہ طیبہ بھی سرکاری علاقہ کی طرح واجب الاحترام ہے اور وہاں ہر وہ عمل اور اقدام منع ہے جو اس کی عظمت وحرمت کے خلاف ہو لیکن اس کے احکام بالکل وہ نہیں ہیں جو حرم مکہ کے ہیں۔ خود اسی حدیث میں اس کا اشارہ

موجود ہے۔ اس میں جانوروں کے چارہ کے لئے وہاں کے درختوں کے پتے توڑنے اور جھاڑنے کی اجازت دی گئی ہے جبکہ حرم مکہ میں اس کی بھی اجازت نہیں ہے۔

مسجد نبوی کی عظمت

مسجد نبوی جس کی بنیاد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہجرت کے بعد مدینہ طیبہ میں رکھی پھر جس میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عمر بھر نمازیں پڑھیں اور جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ساری دینی سرگرمیوں' تعلیم وتربیت' ہدایت وارشاد اور دعوت وجہاد کا مرکز بنی رہی۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو اپنے مقدس بیت خانہ کعبہ اور مسجد حرام کے ماسوا دنیا کے سارے معبدوں پر عظمت وفضیلت بخشی ہے۔ صحیح احادیث میں ہے کہ اس کی ایک نماز اجر وثواب میں دوسری عام مساجد کی ہزار نمازوں سے بڑھ کر ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میری اس مسجد میں (یعنی مدینہ طیبہ کی مسجد نبوی میں) ایک نماز' دوسری تمام مساجد کی ہزار نمازوں سے بہتر ہے' سوائے مسجد حرام کے۔ (مسلم)

اس حدیث میں مسجد نبوی کی نماز کو مکہ معظّمہ کی مسجد حرام کے علاوہ دوسری عام مساجد کی ہزار نمازوں سے بہتر بتلایا گیا ہے لیکن مسجد حرام کے درجہ سے یہ حدیث ساکت ہے۔ مگر دوسری مندرجہ ذیل حدیث میں اس کی بھی وضاحت فرمادی گئی ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میرے گھر اور میرے منبر کے درمیان کی جگہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغیچہ ہے اور میرا منبر میرے حوض کوثر پر ہے۔ (صحیح بخاری)

مسجد نبوی میں جس جگہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا منبر مبارک تھا جس پر رونق افروز ہو کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خطبات دیتے تھے (اور وہ جگہ اب بھی معلوم اور متعین ہے' آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ منبر کی اس جگہ اور آپ صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم کے حجرہ شریف کے درمیان جو قطعہ زمین ہے وہ اللہ تعالیٰ کی رحمتوں اور عنایتوں کا خاص مورد اور محل ہے اور اس کی وجہ سے وہ گویا جنت کے باغوں میں سے ایک باغیچہ ہے اور اس لئے اس کا مستحق ہے کہ اللہ کی رحمت اور جنت کے طالبوں کو اس کے ساتھ جنت کی سی دلچسپی ہو اور کہا جاسکتا ہے کہ اللہ کا جو بندہ ایمان و اخلاص کے ساتھ اللہ کی رحمت اور جنت کا طالب بن کر اس قطعہ ارض میں آیا وہ گویا جنت کے ایک باغیچہ میں آگیا اور آخرت میں وہ اپنے کو جنت کے ایک باغیچہ ہی میں پائے گا۔

حدیث کے آخر میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ "میرا منبر میرے حوض کوثر پر ہے" اس کا مطلب بظاہر یہ ہے کہ آخرت میں حوض کوثر پر میرا منبر ہوگا اور جس طرح اس دنیا میں اس منبر سے میں اللہ کے بندوں کو اس کی ہدایت پہنچاتا ہوں اور پیغام سناتا ہوں اسی طرح آخرت میں اس منبر پر جو حوض کوثر پر جو میرا نصب ہوگا اس خداوندی ہدایت کے قبول کرنے والوں کو رحمت کے جام پلاؤں گا۔ پس جو کوئی قیامت کے دن کیلئے آب کوثر کا طالب ہو وہ آگے بڑھ کر اس منبر پر سے دیئے جانے والے پیغام ہدایت کو قبول کرلے اور اس دنیا میں اس کو اپنی روحانی غذا بنائے۔

زیارت روضہ مطہرہ

اگرچہ روضہ نبوی کی زیارت حج کا کوئی جز نہیں ہے۔ لیکن قدیم عرصہ سے امت کا یہ تعامل چلا آرہا ہے کہ خاص کر دور دراز علاقوں کے مسلمان جب حج کو جاتے ہیں تو روضہ پاک کی زیارت اور وہاں صلوۃ وسلام کی سعادت بھی ضرور حاصل کرتے ہیں اسی لئے حدیث کے بہت سے مجموعوں میں کتاب الحج کے آخر میں زیارت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیثیں بھی درج کی گئی ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے حج کیا اور اس کے بعد میری قبر کی زیارت کی میری وفات

کے بعد، تو وہ (زیارت کی سعادت حاصل کرنے میں) انہی لوگوں کی طرح ہے جنہوں نے میری حیات میں میری زیارت کی۔ (شعب الایمان)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اپنی قبر مبارک میں بلکہ تمام انبیاء علیہم السلام کا اپنی منور قبور میں زندہ ہونا جمہور امت کے مسلمہ عقائد میں سے ہے۔ اگرچہ حیات کی نوعیت میں اختلاف ہے اور روایات اور خواص امت کے تجربات سے یہ بھی ثابت ہے جو امتی قبر پر حاضر ہو کر سلام عرض کرتے ہیں آپ ان کا سلام سنتے ہیں اور جواب دیتے ہیں، ایسی صورت میں بعد وفات آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر پر حاضر ہونا اور سلام عرض کرنا ایک طرح سے آپ کی خدمت میں حاضر ہونے اور بالمشافہ سلام کا شرف حاصل کرنے ہی کی ایک صورت ہے اور بلاشبہ ایسی سعادت ہے کہ اہل ایمان ہر قیمت پر اس کو حاصل کرنے کی کوشش کریں۔

سفر مقدس بجانب مدینہ منورہ

سفر مدینہ کی نیت

جب زیارت کا ارادہ کرے تو کہے کہ روضۂ اطہر کی زیارت کے ساتھ ساتھ مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی زیارت کی نیت کرلے۔

لیکن شیخ ابن ہمام رحمہ اللہ نے فتح القدیر میں لکھا ہے کہ نیت کو خالص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کی زیارت کیلئے خاص کرنا چاہیئے کہ اس میں حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے اکرام کی زیادتی بھی ہے۔

قطب عالم حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی نور اللہ مرقدہٗ نے زبدۃ المناسک میں تحریر فرمایا ہے کہ جب مدینہ کا ارادہ ہو تو بہتر یوں ہے کہ قبر مطہر کی زیارت کی نیت کر کے جائے تاکہ اس حدیث کا مصداق ہو جائے کہ

"جوکوئی محض میری زیارت کیلئے آئے گا اس کی شفاعت مجھ پر حق ہوگئی۔"

جب زیارت کیلئے نیت سے سفر کرے خواہ قبرِ اطہر کی نیت ہو یا مسجد کی زیارت کی تو اپنی نیت کو خالص اللہ کی رِضا کے واسطے خاص کرے اس میں کوئی شائبہ ریا کا، تفاخر کا، شہرت کا، سیر وسیاحت کا یا کسی اور دنیوی غرض کا ہرگز نہ ہونا چاہئے۔

ملا علی قاری رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ نیت کے خالص ہونے کی علامت یہ ہے کہ فرائض اور سنن نہ چھوٹنے پاویں، اگرچہ سفر میں سنتوں کا وہ حکم نہیں رہتا جو حَضر میں ہے لیکن مدینہ پاک کی حاضری میں حتی الوسع زیادہ اہتمام مناسب ہے، بلکہ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے معمولات، عاداتِ شریفہ کی تحقیق کر کے اِن کے اتباع کی کوشش کرے تو اس سفر کی شان کے زیادہ مناسب ہے۔ اس کے لئے ایک چھوٹا سا رسالہ "علیم بستی" ساتھ رکھ لیا جائے۔

کثرتِ دُرود

اس سفر میں دُرودشریف کی خصوصیت سے کثرت رکھے اور نہایت توجہ سے پڑھے تمام علماء نے اس کی بہت تاکید لکھی ہے کہ اس سفر میں دُرودشریف کی نہایت کثرت کرے جتنی کثرت ہوگی اتنا ہی مفید ہوگا۔

صبا یہ جا کے تو کہنا مرے سلام کے بعد
کہ تیرے نام کی رٹ ہے خدا کے نام کے بعد

ذوق وشوق پیدا کرے اور جتنا قریب ہوتا جائے شوق واشتیاق میں زیادتی پیدا کرے۔

وعدۂ وصل چوں شود نزدیک
آتشِ شوق تیز تر گردد

جب وصل کا وعدہ قریب آتا ہے تو شوق کی آگ اور زیادہ بھڑک جایا کرتی ہے۔

کبھی کبھی اس ذوق کو پیدا کرنے کے واسطے نعتیہ اشعار بھی پڑھ لیا کرے، (اسی لئے ہم نے اس کتاب میں حمد ونعت پر مبنی کلام شامل کیا ہے) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کی کوئی کتاب ساتھ ہو یا مل جائے تو اس کو پڑھ لیا کرے یا سن لیا کرے۔

راستہ کے متبرک مقامات

راستہ میں جو مسجدیں یا مواقع ایسے آئیں جن میں حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم یا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا قیام یا نماز پڑھنا معلوم ہو ان کی زیارت کرتا جائے اور وہاں نوافل پڑھے، یا ذکر وتلاوت وغیرہ کرے۔

اے دل سنبھل

جیسے جیسے مدینہ منورہ کی بستی، کھجور کے درخت، عمارتیں نظر آتی ہیں۔ دُرودشریف اور سلام بادل بے قرار چشم پرنم پڑھنے میں کثرت سے اضافہ کرتے جائیں۔ ایک مسافر دُرودوسلام پڑھتا جاتا تھا اور مزے لے لے کر یہ شعر گنگناتا جاتا تھا۔

اے دل سنبھل اب مت مچل
تھم تھم کے چل، آنکھوں کے بل

مدینہ منورہ کی ایمان پرور فضا اور اس کے مقامات کی عظمت اور گردونواح کی محبت اور علوشان کا خوب دھیان رکھئے کیونکہ یہ مقامات وحی الٰہی کے نزول کے ذریعہ آباد ہوئے ہیں۔ یہاں پر جبرائیلؑ بار بار آیا کرتے تھے اور حضرت میکائیلؑ اور تمام منتخب فرشتے بھی حاضری دیا کرتے تھے اور یہ مدینہ کی مٹی (تربت) سید البشر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسم اطہر سے معطر ہے اور یہاں سے اللہ کا دین اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنتیں پھیلی ہیں غرضیکہ یہاں بڑی فضیلتوں کے مقامات ہیں اور خیر اور معجزات اور دلائل نبوت کے مشاہد ہیں۔ لہٰذا حاجی صاحبان کو چاہئے کہ اس کی اہمیت کو تعظیم وتکریم سے حرزِ جاں بنائیں اور اس کی محبت وعظمت سے دل کو سرشار کرلیں۔

گویا کہ آپ لوگ حقیقتاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہورہے ہیں اور مشاہدہ کررہے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کے سلام کو سن رہے ہیں اور آپ کی سخت آزمائشوں میں سفارشی بن رہے ہیں۔ لہٰذا آپ سب حاجی صاحبان کو چاہئے کہ لڑائی جھگڑا، بداخلاقی اور نامناسب قول وفعل سے پرہیز کریں۔

آپ لوگ جس منزل سے گزریں اور آپ کو معلوم ہو جائے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس جگہ قیام فرمایا تھا وہاں اگر موقعہ ہو تو اتر کر نماز ادا کریں اور درُود وسلام پڑھیں اس سے محبت اور شوق وولولہ میں اضافہ ہوگا۔

اس بات کا بھی دھیان رکھئے کہ چھوٹی سے چھوٹی سنت بھی جہاں تک ممکن ہو سکے چھوٹنے نہ پائے۔ یاد رکھئے کہ ایک سنت کو زندہ کرنے کا ثواب سو شہیدوں کے برابر بتلایا گیا ہے۔

مدینہ منورہ میں قیام گاہ پر پہنچ کر سامان کو ترتیب سے رکھیں۔ ساتھیوں کی ضروریات اور عادات اور تقاضوں کا خیال رکھتے ہوئے ہمدردی اور ایثار کو عمل میں لائیں، غسل اور صفائی مکمل کریں اور اچھے سے اچھا لباس زیب تن کریں داڑھی اور بالوں میں کنگھا کریں۔ خوب سنواریں خوشبو لگائیں۔ سرمہ لگائیں۔ جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''ان اللہ جمیل یحب الجمال'' کے مصداق اپنے کو سادگی سے آراستہ اور مزین کریں۔ (لیکن تعیش اور دکھاوے کے جذبہ سے نہ ہو) باہر نکل کر پہلے کچھ صدقہ کریں۔ آہستہ آہستہ خراماں خراماں وقار کے ساتھ۔ ڈرے سہمے کہ کہیں کوئی بے ادبی یا گستاخی نہ ہو جائے قدم اٹھاتے ہوئے مسجد نبوی (حرم شریف) تک آئے اگر آسانی ہو تو افضل یہی ہے کہ باب جبرائیل سے مسجد میں داخل ہو جائے اور داہنا قدم اندر رکھتے ہوئے

''بِسْمِ اللّٰهِ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِي ذُنُوْبِي وَافْتَحْ لِي اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ نَوَيْتُ سُنَّةَ الْاِعْتِكَافِ'' پڑھے۔

یہاں سے بھی اگر سہولت ہو سکے تو سیدھے ریاض الجنۃ پہنچ کر محراب میں یا اس کے محاذ میں یا جہاں بھی آسانی سے ہو سکے دو رکعت تحیۃ المسجد ادا کیجئے اگر جگہ نہ مل سکے تو خبردار ہرگز گردنوں کو پھلانگتے ہوئے آگے بڑھنے کی کوشش نہ کیجئے گا۔ جہاں جگہ مل جائے وہیں پڑھ لیجئے تحیۃ المسجد پڑھنے کی بڑی فضیلت ہے۔

نماز سے فارغ ہو کر ایک مرتبہ پھر اپنے کو اچھی طرح جھنجوڑ لیجئے۔ غفلت وسستی سے بیدار ہو جایئے جوش کی جگہ ہوش وحواس درست کر لیجئے۔ نیت صحیح کر لیجئے۔ خوب دھیان سے غور کیجئے۔ جیسے بچہ اپنی بچھڑی ہوئی ماں سے ملتا ہے۔ سوچئے تو سہی یہ کس کا دربار ہے؟ محبوب رب العالمین کا۔

گنہگاروں کی شفاعت کرنے والی ہستی کا۔ رحمۃ للعالمین کا اور یہ ان کا دربار ہے جن کیلئے ساری کائنات پیدا کی گئی۔ جن کے اشارے سے چاند کے ٹکڑے ہوئے۔ جو معراج میں اتنے قریب سدرۃ المنتہیٰ تک اور قاب وقوسین بلکہ اس سے بھی کم فاصلہ کے بقدر پہنچے کہ جبرائیلؑ نے کہا میں اگر اس سے آگے بڑھا تو میرے پَر جل کر خاک ہو جائیں گے۔ ایسا دربار جہاں مقرب ومنتخب فرشتے اور حضرت میکائیلؑ سلام کو آتے ہیں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا روضہ مبارک کا ادب

ایک مرتبہ حضرت عمرؓ نے ان دو آدمیوں کو پکڑ کر بلوایا جو مسجد میں (تیز آواز سے) بول رہے تھے۔ ان سے پوچھا کہ تم کہاں کے رہنے والے ہو۔ انہوں نے عرض کیا کہ ہم طائف کے رہنے والے ہیں۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ اگر تم اس شہر (یعنی مدینہ) کے رہنے والے ہوتے تو تمہیں مزہ چکھاتا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا عمل

حضرت عائشہؓ جب کہیں قریب سے کیل یا میخ وغیرہ کے ٹھوکنے کی آواز سنتیں تو آدمی بھیج کر ان کو روکتیں کہ زور سے نہ ٹھوکیں۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تکلیف کا لحاظ رکھیں۔

اسی طرح حضرت علیؓ کو اپنے مکان کے کواڑ بنوانے کی ضرورت پیش آئی تو بنانے والے کو فرمایا کہ شہر کے باہر بقیع میں بنا کر لائیں۔ ان کے بنانے کی آواز حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک نہ پہنچے۔ ذرا غور تو فرمایئے۔ اتنی آواز اور شور بھی گوارہ نہ تھا۔

صلوٰۃ وسلام کا صحیح طریقہ

اب آپ ہی دیکھیں گے کہ حاجی صاحبان اپنے لاوبالی پن اور صحیح حقیقت حال سے ناواقفیت کی وجہ سے جوش میں آکر کس قدر بلند اور تیز آواز سے صلوٰۃ وسلام پڑھتے ہیں کہ کان پڑی آواز سنائی نہیں دیتی اب آپ ہی بتائیں کہ اسے بے ادبی نہ کہیں تو پھر کیا کہا جائے۔ بہرحال یہ تو تسلیم کرنا پڑے گا کہ بے شک ایسے لوگ تو عبادت اور محبت اور خلوص سمجھ کر ہی کرتے ہیں دراصل حاضری کے وقت اور سلام پیش کرنے کے وقت حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ادب واحترام اور تعظیم اور بزرگی کا وہی معاملہ ہونا چاہئے جو زندگی میں تھا۔ اس لئے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی قبر میں زندہ ہیں (شرح مواہب) (خود رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے میری وفات کے بعد میری زیارت کی اس کو وہی برکت ملے گی۔ جیسے میری زندگی میں زیارت کی۔

سچ بتایئے! کیا آپ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ قدسی میں اسی طرح کا منظر پیش کرتے۔ جیسا کہ اب ہو رہا ہے۔ ہرگز نہیں) آخر لوگ اس بات کو کیوں بھول جاتے ہیں کہ حق سبحانہ وتقدس نے قرآن پاک ہی میں سورۃ الحجرات میں خصوصیت سے اس طرف تنبیہ فرمائی ہے ارشاد والا ہے۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْۤا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ "اے ایمان والو! تم اپنی آوازیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آواز سے اونچی نہ کرو اور نہ ہی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایسے زور سے گفتگو کرو۔ جیسا کہ تم لوگ ایک دوسرے سے آپس میں گفتگو کرتے ہو ایک دوسرے کو دھکے دے کر آگے بڑھنا اور منہ کے سامنے دیوار کی طرح آکر کھڑے ہو جانا کہ سانس لینا دوبھر ہو جائے۔ یہ تو اور بھی برا ہے اور یہ کونسا اظہار عقیدت اور محبت ہے؟

لہٰذا یہ نہایت اہم اور ضروری بات ہے کہ سلام پڑھتے وقت شور شغب ہرگز نہ کریں۔ نہ زور سے چلائے بلکہ متوسط آواز سے پڑھیں۔ مواجہ شریف پر پہنچ کر سامنے کی طرف جالی مبارک میں تین جھروکے آپ کو نظر آئیں گے۔ بس انہی جھروکوں سے اندر کی طرف حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمرؓ کی مبارک قبروں کا سامنا ہوتا ہے۔ ان جالیوں کی دیوار سے تین چار ہاتھ کے فاصلہ پر کھڑا ہونا چاہئے یا جہاں جگہ مل جائے زیادہ قریب نہ ہوں کہ ادب کے خلاف ہے آنکھیں پرنم ہوں، دل وفور محبت وعظمت میں دھڑک رہا ہو، نگاہیں نیچی ہوں۔

ادھر ادھر دیکھنا اندر جھانکنا، اس وقت سخت بے ادبی ہے۔ پاؤں ساکن اور باوقار رکھئے اور یہ تصور کیجئے کہ چہرہ انور اس وقت میرے سامنے ہے اور یہ کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو میری حاضری کی اطلاع ہے۔ حاجی صاحب! گھگھیاں بندھ جاتی ہیں۔ ہچکیاں مچلنے لگتی ہیں آواز رندھ جاتی ہے۔ ادھر سے شفقت اور رحمت کی لہریں اٹھتی ہیں اور اپنے امتی کے دلوں پر سکون وطمانیت کی پھوار پڑنے لگتی ہے۔

مدینہ منورہ میں داخلہ کی دُعاء وآداب

جب مدینہ طیبہ قریب آجائے تو بہت زیادہ ذوق وشوق میں غرق ہو جائے کثرت سے دُرود شریف بار بار پڑھے۔

جب مدینہ منورہ آجائے تو دُرود شریف کے بعد یہ دُعاء پڑھے

اَللّٰهُمَّ هٰذَا حَرَمُ نَبِیِّکَ فَاجْعَلْهُ لِیْ وِقَایَةً مِّنَ النَّارِ وَاَمَانًا مِّنَ الْعَذَابِ وَسُوْءِ الْحِسَابِ

"اے اللہ یہ تیرے نبی کا حرم آگیا اس کو تو میرے آگ سے بچنے کا ذریعہ بنادے اور عذاب سے بچنے کا ذریعہ بنادے اور حساب کی برائی سے بچنے کا سبب بنادے۔

بہتر یہ ہے کہ شہر میں داخل ہونے سے پہلے غسل کرے اور پہلے نہ ہو سکے تو داخل ہونے کے بعد مسجد میں داخل ہونے سے پہلے کرلے، اور غسل نہ ہو سکے تو وضو کم از کم ضرور کرے۔ اس کے بعد بہترین لباس پہنے اور خوشبو لگائے جیسا کہ عیدین یا جمعہ کیلئے کرتا ہو، مگر تواضع اور انکسار ملحوظ رکھے، تفاخر پاس نہ آئے۔

گنبدِ خضراء پر نظر پڑے تو

جب گنبد خضراء پر نظر پڑے تو عظمت و ہیبت اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بلند شان کو اور یہ سوچے کہ اس پاک روضہ میں وہ ذات اقدس ہے جو ساری مخلوقات سے افضل ہے، انبیاءؑ کی سردار ہے فرشتوں سے افضل ہے، قبر شریف کی جگہ ساری جگہوں سے افضل ہے جو حصہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بدن مُبارک سے ملا ہوا ہے وہ کعبہ سے افضل ہے عرش سے افضل ہے، کرسی سے افضل ہے حتّٰی کہ آسمان وزمین کی ہر جگہ سے افضل ہے۔ (فضائل حج)

مسافر مدینہ کیلئے خوشخبریاں

شفاعت نبوی

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے جس نے میری قبر کی زیارت کی اس کیلئے میری شفاعت واجب ہوگئی۔ پس جو شخص قبر اطہر کی زیارت کیلئے مدینہ منورہ حاضر ہوا وہ ایک خصوصی شرف اور منقبت سے سرفراز ہوا اسی لئے اس کیلئے ایک خصوصی سفارش لازم ہوگئی جو اس کے علاوہ اوروں کو نصیب نہ ہوگی۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص میری زیارت کیلئے آئے اور میری زیارت کے علاوہ کوئی اور مقصد سفر نہ ہو تو مجھ پر حق ہوگا کہ میں روزِ قیامت اس کا سفارشی بنوں۔

ایک روایت میں ہے کہ جو شخص میری زیارت کیلئے آیا تو اللہ عزوجل پر یہ حق ہو جاتا ہے کہ روز قیامت میں اس کا سفارشی بنوں۔ (وفاء الوفاء)

علامہ ابن حجر تحریر فرماتے ہیں کہ سفر کا مقصد زیارت کے علاوہ نہ ہونے کا یہ مطلب ہے کہ کوئی ایسی غرض باعث سفر نہ ہو جو زیارت کے متعلق نہ ہو لہٰذا مسجد نبوی میں اعتکاف کی نیت یا عبادت کی کثرت کی نیت یا صحابہ کی زیارت کی نیت اس کے منافی نہیں ہے بلکہ ہمارے علماء نے اس کی تصریح کی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے ساتھ مسجد نبوی کی زیارت کی بھی نیت کرلے۔ (شرح مناسک نووی)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات میں زیارت کا ثواب

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس شخص نے حج کیا پھر میری وفات کے بعد میری قبر کی زیارت کی وہ ایسا ہے جیسا کہ میری زندگی میں میری زیارت کی ہو۔ (وفاء الوفاء)

دو مقبول حج کا ثواب

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص حج کیلئے مکہ جائے پھر میرا قصد کر کے میری مسجد میں آئے اس کیلئے دو حج مقبول لکھے جاتے ہیں۔

حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی اپنی کتاب جذب القلوب میں تحریر فرماتے ہیں اچھی طرح سمجھ لینا چاہئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا قصد کرنا اور آپ کی مسجد شریف کی زیارت سے مشرف ہونا حج مقبول کے برابر ہے بلکہ جو حج ادا کر کے آیا ہے اس کی بھی قبولیت کا ذریعہ اور سبب ہے اور حج مبرور کی جزاء صرف جنت ہے جیسا کہ احادیث میں وارد ہوا ہے۔

قیام مدینہ کے آداب

بغیر سلام روضۂ انور کے سامنے سے نہ گذرے: قبر اطہر وانور کے سامنے سے بغیر سلام عرض کئے ہرگز نہ گذرے سکون ووقار ادب واحترام کے ساتھ کھڑے ہو کر اول بارگاہِ رسالت میں سلام عرض کرے پھر آگے بڑھے حتیٰ کہ اگر مسجد کے باہر بھی قبر اطہر کے سامنے سے گذر ہو تب بھی کھڑے ہو کر سلام عرض کرے پھر آگے بڑھے۔

حضرت ابو حازم صحابی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص میرے پاس آئے اور بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا آپ نے ارشاد فرمایا: ''ابو حازم سے کہہ دینا تم میرے پاس سے اعراض کرتے ہوئے گذر جاتے ہو کھڑے ہو کر سلام بھی نہیں کرے۔'' اس کے بعد سے حضرت ابو حازم رضی اللہ عنہ نے کبھی سلام ترک نہیں کیا۔

ذوق وشوق اور کثرت سے حاضری

مدینہ منورہ کے قیام میں ذوق وشوق اور عظمت وحرمت کے ساتھ بار بار بکثرت بارگاہِ نبوی میں حاضر ہو اور ان لمحات حضوری کو حاصل زندگانی اور نعمت جاودانی اور فضل یزدانی جانے درگاہِ رسالت کا یہ قرب ومعیت دوسری جگہ کسی طرح نصیب نہیں ہوسکتا پس وقت کو غنیمت جانے اور اپنی استعداد اور صلاحیت کے وافق مشکوٰۃ نبوت سے فیضان اور انوار حاصل کرے۔

دُرود شریف کی کثرت

مدینہ منورہ کے قیام میں خصوصیت کے ساتھ دُرود شریف کی کثرت رکھے جس قدر استحضار قلب اور فراغ باطن کے ساتھ دُرود شریف کی کثرت ہوگی اسی قدر الطاف نبوی سے بہرہ اندوز ہوگا اور بارگاہِ رسالت میں قرب حاصل ہوگا۔

نفلی روزوں کی کثرت

مدینہ منورہ کے قیام میں حسبِ قدرت واستطاعت نفلی روزے بکثرت رکھے تاکہ قوائے شہوانیہ مغلوب ومقہور رہیں اور ملکوتی صفات کے ابھرنے اور بڑھنے کے مواقع حاصل ہوں۔

نماز باجماعت کا اہتمام

مدینہ منورہ کے قیام میں ہر نماز مسجد نبوی میں جماعت کے ساتھ پڑھے اور صف اول اور تکبیر تحریمہ کا اہتمام رکھے اور مسجد کے اس حصہ میں جو زمانہ رسالت میں مسجد تھا بالخصوص روضہ جنت میں بکثرت نوافل پڑھے اور دُعاء ودُرود اور توبہ استغفار میں مشغول رہے اگر ہو سکے تو بیشتر وقت مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں رہے۔

اور بلا ضرورت اور مصلحت باہر نہ جائے اور کچھ راتیں بھی ذکر وفکر اور عبادت میں گذارے مسجد نبوی میں ایک رات عبادت میں گذارنا کسی طرح شب قدر سے کم نہیں۔ ع

آں شب قدرے کہ گویند اہلِ خلوت امشب است

تلاوت قرآن پاک

مسجد نبوی میں ادب واحترام اور غور وتدبر کے ساتھ کم از کم ایک مرتبہ پورے قرآن شریف کی تلاوت کرے اور اپنے سینہ کو نور ہدایت سے معمور اور منور کرے۔

حضرت ابومخلد فرماتے ہیں کہ صحابہ کرام اس بات کو پسند کرتے تھے کہ جو شخص ان تینوں مساجد (مسجد حرام، مسجد نبوی، مسجد اقصیٰ) کی زیارت کے لئے جائے تو ایک قرآن ختم کئے بغیر وہاں سے واپس نہ ہو۔

روضۂ انور کا ادب

قبر مقدس کی جانب کسی حال پشت نہ کرے نہ نماز میں نہ بغیر نماز کے اور اپنی حرکات وسکنات میں پورے آداب کا لحاظ رکھے۔

شیخ عزالدین بن عبدالسلام فرماتے ہیں جب نماز کا ارادہ ہو تو حجرہ شریفہ کو نہ پشت کی جانب کرے اور نہ سامنے کرے اور بارگاہِ رسالت کا ادب وفات کے بعد بھی ایسا ہی ہے جیسا کہ حیات میں تھا پس جو ادب واحترام حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات میں بجالاتا وہی اب بھی بجالائے غایت عظمت وحرمت کے ساتھ گردن جھکائے ہوئے رہے نہ وہاں کسی سے لڑے اور جھگڑے اور نہ کسی لایعنی بات یا کام میں مشغول ہو اگر ایسا نہیں کرسکتا تو وہاں قیام سے بہتر یہ ہے کہ واپس ہو جائے۔

روضۂ انور کی زیارت

جیسا کہ مکہ مکرمہ میں بیت اللہ کی جانب دیکھنا عبادت ہے ایسا ہی مدینہ منورہ میں بیت رسول اللہ کی جانب دیکھنا عبادت ہے پس جب تک مسجد نبوی میں رہے فرطِ شوق ومحبت میں نگاہِ حجرہ شریفہ پر رہے اور جب مسجد نبوی سے باہر ہو تو شوق ورغبت کے ساتھ نگاہ گنبد خضراء پر ہو۔

مسجد نبوی میں حاضری

شہر میں داخل ہونے کے بعد سب سے پہلے مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہو۔ مسجد میں داخلہ کے وقت اس جگہ کے آداب کی رعایت رکھے کہ دایاں پاؤں پہلے مسجد میں رکھے پھر بایاں پاؤں رکھے اور مسجد میں داخل ہونے کی دُعائیں پڑھے اور اعتکاف کی نیت کرے۔

بہتر یہ ہے کہ مسجد نبوی میں باب جبرئیلؑ سے داخل ہو اس لئے کہ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول اس دروازہ سے داخل ہونے کا تھا۔

مسجد میں داخل ہونے کے بعد خشوع خضوع، عجز وانکسار میں بہت اہتمام کرے، وہاں کی زیب وزینت، فرش وفروش، جھاڑ وفانوس، قالین، قمقموں میں نہ لگ جائے، نہ اُن چیزوں کی طرف التفات کرے۔ نہایت ادب اور وقار سے نیچی نظر کئے ہوئے نہایت ہی ادب اور احترام سے جائے بے ادبی اور لااُبالی پن کی کوئی حرکت نہ کرے، بڑے اُونچے دربار میں پہنچ گیا ہے ایسا نہ ہو کہ بے ادبی کی کوئی حرکت محرومی ونقصان کا سبب بن جائے۔

ریاض الجنۃ: مسجد میں جانے کے بعد سب سے پہلے ریاض الجنۃ میں جائے یہ جگہ وہ حصہ ہے جو منبر شریف اور گنبد شریف کے درمیان میں ہے اس کو ریاض الجنۃ اس لئے کہا جاتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا پاک اِرشاد ہے کہ میری قبر اور میرے منبر کا درمیانی حصہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے روضہ باغ کو کہتے ہیں۔ اور ریاض روضہ کی جمع ہے۔

ریاض الجنۃ میں پہنچ کر اول تحیۃ المسجد پڑھے مسجد میں حاضری کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضری سے قبل تحیۃ المسجد کا پڑھنا اَولیٰ ہے اس لئے کہ یہ اللہ تعالیٰ کا حق ہے جو رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حق پر مقدم ہے۔

تحیۃ المسجد کے نفل

تحیۃ المسجد کی ان دو رکعتوں میں قل یاایھا الکافرون اور قل ھو اللہ پڑھنا اَولیٰ ہے، اس لئے کہ پہلی صورت میں شرک سے نفی اور انکار ہے اور دوسری صورت میں اللہ کی وحدانیت اور ذات وصفات کا اقرار ہے۔

علماء نے لکھا ہے کہ ریاض الجنۃ میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے کھڑے ہونے کی جگہ برکت کی نیت سے کھڑا ہونا اولیٰ ہے۔

تحیۃ المسجد سے فارغ ہونے کے بعد اللہ جل شانہٗ کا لاکھ لاکھ شکر ادا کرے کہ آس نے یہ نعمتِ جلیلہ عطا فرمائی اور اس پاک ذات سے حج و زیارت کی قبولیت کی

دُعاء کرے اور چاہے تو سجدۂ شکر کرے، چاہے تو دو رکعت شکرانہ پڑھے۔

اگر مسجد میں داخل ہونے کے وقت فرض نماز کھڑی ہونے کو ہو تو اس وقت تحیۃ المسجد نہ پڑھے بلکہ فرض نماز میں شرکت کرے اسی میں تحیۃ المسجد کی بھی نیت کرلے تو تحیۃ المسجد کا ثواب بھی مل جائے گا، اسی طرح اگر ایسے وقت میں مسجد میں داخل ہوا جبکہ نفلیں مکروہ ہیں جیسا کہ عصر کے بعد تو اس وقت بھی تحیۃ المسجد نہ پڑھے۔

روضہ اقدس پر حاضری: نماز سے فراغت کے بعد قبر شریف کی طرف چلے اس حال میں کہ دل کو سب کدورات اور آلائشوں سے پاک رکھے اور ہمہ تن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس کی طرف پوری توجہ کرے۔

اور اللہ کی رحمت کی وسعت عفو وکرم کے کمال کی اُمید رکھے اور حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ رحمۃ للعالمین پر نظر رکھے اور حضور ہی کے وسیلہ سے اللہ سے معافی کا طالب بن کر حاضر ہو۔

مواجہ شریف پر حاضر ہو تین چار گز کے فاصلہ پر کھڑا ہو، زیادہ قریب نہ ہو کہ ادب کے خلاف ہے، اور نگاہ نیچی ہونی چاہئے اس وقت اِدھر اُدھر دیکھنا اس وقت سخت بے ادبی ہے ہاتھ پاؤں بھی ساکن اور وقار سے رہیں، یہ خیال کرے کہ چہرۂ انور اس وقت میرے سامنے ہے، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو میری حاضری کی اطلاع ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بلند شان اور عظیم مرتبہ پوری طرح دِل میں ہو جتنے بھی تواضع اور آداب اس وقت کی حاضری کے لکھے جاتے ہیں اس سے کہیں زیادہ تواضع اور عجز وانکسار ہونا چاہئے اس لئے کہ آپ کی ذات ایسی شفیع ہے جس کی شفاعت مقبول ہے، جس نے آپ کے در کا ارادہ کیا وہ مراد کو پہنچا اور جو آپ کی چوکھٹ پر حاضر ہو گیا وہ نامراد نہیں رہا جس شخص نے آپ کے وسیلہ سے دُعاء کی وہ قبول ہوئی اور جو مانگا وہ ملا اس لئے جتنا زیادہ ادب ہو سکے دریغ نہ کرے اور یہ سمجھے گویا میں زندگی میں آپ کی مجلس میں حاضر ہوں اس لئے کہ اُمت کے حالات کے مشاہدہ میں اور ان کے ارادہ اور قصد کے ظہور میں آپ کی حیات اور ممات میں کوئی فرق نہیں۔

صلوٰۃ وسلام

پورے ادب سے حاضر ہو اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام پڑھے۔

اس میں سَلَف کا معمول مختلف رہا ہے بعض اکابر مختلف عنوان اور مختلف الفاظ کے ساتھ سلام پڑھتے تھے اور ذوق وشوق کا تقاضا یہی ہے۔

یاں لب پہ لاکھ لاکھ سخن اضطراب میں　واں ایک خامشی تیری سب کے جواب میں

اور بعض حضرات نہایت مختصر الفاظ میں سلام پڑھتے تھے ادب اور ہیبت کا تقاضا یہی ہے

بے زبانی ترجمانِ شوق بیحد ہو تو ہو　ورنہ پیشِ یار کام آتی ہیں تقریریں کہیں؟

یہ نہایت اہم اور ضروری بات ہے کہ سلام پڑھتے وقت شور وشغب ہرگز نہ کرے، نہ زور سے چلائے، بلکہ اتنی آواز سے کہے کہ اندر تک پہنچ جائے ملا علی قاری رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ نہ تو زیادہ جہر ہو اور نہ بالکل اخفاء ہو بلکہ درمیانی آواز حضورِ قلب سے صلوٰۃ وسلام عرض کرے اور اپنی بداعمالیوں کی وجہ سے شرم وحیا لئے ہوئے ہو۔

دربار نبوی کا ادب

علامہ قسطلانی رحمہ اللہ مواہب میں لکھتے ہیں کہ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اَدب کا وہی معاملہ ہونا چاہئے جو زندگی میں تھا اس لئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر مبارک میں زندہ ہیں۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی کمال احتیاط

محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ کسی شخص کو بھی یہ نہیں چاہئے کہ مسجد میں زور سے بولے۔ بخاری شریف میں ایک قصہ لکھا ہے حضرت سائب رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں مسجد میں کھڑا تھا ایک شخص نے میرے ایک کنکری ماری میں نے ادھر دیکھا تو وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ تھے، انہوں نے مجھے (اشارہ سے بلا کر) کہا کہ یہ دو آدمی جو بول رہے ہیں اُن کو بلا

کرلاؤ میں ان دونوں کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس لایا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے پوچھا کہ تم کہاں کے رہنے والے ہو؟ انہوں نے عرض کیا طائف کے رہنے والے ہیں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا "اگر تم اس شہر کے رہنے والے ہوتے تو تمہیں مزہ چکھاتا، تم حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں چلا کر بول رہے ہو۔"

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا جب کہیں قریب کیل میخ وغیرہ کے ٹھوکنے کی آواز سنتیں تو آدمی بھیج کران کو روکتیں کہ زور سے نہ ٹھوکیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تکلیف کا لحاظ رکھیں۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ، کو اپنے مکان کے کواڑ بنوانے کی ضرورت پیش آئی تو بنانے والوں کو فرمایا کہ شہر کے باہر بقیع میں بنا کر لائیں ان کے بنانے کی آواز کا شور حضور صلی اللہ علیہ وسلم تک نہ پہنچے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت

سلام کے بعد اللہ جل شانہٗ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے دُعاء کرے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے شفاعت کی قطب العالم حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی قدس سرہٗ نے زبدۃ المناسک میں علامہ ابن ہمام رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ سلام کے بعد پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے دُعاء کرے، اور شفاعت چاہے اور یہ الفاظ کہے:

يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَسْاَلُكَ الشَّفَاعَةَ وَاَتَوَسَّلُ بِكَ اِلَى اللّٰهِ فِيْ اَنْ اَمُوْتَ مُسْلِمًا عَلٰى مِلَّتِكَ وَسُنَّتِكَ۔ "اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ سے شفاعت چاہتا ہوں اور آپ کے وسیلہ سے اللہ سے یہ مانگتا ہوں کہ میری موت آپ کے دین اور آپ کی سنت پر ہو۔"

حضرات شیخین رضی اللہ عنہما پر سلام

حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام پڑھنے کے بعد تقریباً ایک ہاتھ دائیں طرف ہٹ کر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر سلام پڑھے مشہور قول کے موافق

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی قبر مبارک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر اطہر کے پیچھے اس طرح سے ہے کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا سر مبارک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے شانہ مبارک کے مقابل ہے اس لئے ایک ہاتھ دائیں جانب کو ہو جانے سے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا سامنا ہو جاتا ہے۔

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر سلام سے فراغت کے بعد ایک ہاتھ دائیں جانب ہٹ کر حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ پر سلام پڑھے اس لئے کہ مشہور قول کے موافق حضرت فاروق رضی اللہ عنہ کی قبر مبارک حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی قبر مبارک کے پیچھے ایسی طرح ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا سر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے شانہ کے مقابل ہے۔

حمد ودُرود اور دُعاء

اس کے بعد پھر بائیں طرف آکر دوبارہ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کھڑا ہو کر ہاتھ اٹھا کر اوّل اللہ جل شانہ کی خوب حمد وثناء کرے، اس نعمت جلیلہ کا اور اس کی تمام نعمتوں کا شکر ادا کرے پھر خوب ذوق وشوق سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر دُرود شریف پڑھے پھر آپ کے وسیلہ سے اللہ جل شانہٗ سے اپنے لئے اپنے والدین کیلئے اپنے مشائخ کیلئے اپنے اہل وعیال کیلئے اپنے عزیز واقارب کیلئے اپنے دوستوں اور ملنے والوں کیلئے اور ان لوگوں کے لئے جنہوں نے دُعاء کی درخواست کی ہو اور تمام مسلمانوں کیلئے زندوں کیلئے اور مردوں کیلئے خوب دُعاء کرے اور اپنی دُعاء کو آمین پر ختم کرے۔

ایک دیہاتی کا واقعہ

اصمعیؒ کہتے ہیں کہ ایک بدو قبر شریف کے سامنے آکر کھڑے ہوئے اور عرض کیا یا اللہ یہ آپ کے محبوب ہیں اور میں آپ کا غلام اور شیطان آپ کا دشمن، اگر آپ میری مغفرت فرمادیں تو آپ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کا دِل خوش ہو،

آپ کا غلام کامیاب ہو جائے اور آپ کے دشمن کا دل تلملانے لگے اور اگر آپ مغفرت نہ فرمائیں تو آپ کے محبوب کو رنج ہو اور آپ کا دشمن خوش ہو اور آپ کا غلام ہلاک ہو جائے، یا اللہ عرب کے کریم لوگوں کا دستور یہ ہے کہ جب ان میں کوئی بڑا سردار مر جائے تو اس کی قبر پر غلاموں کو آزاد کیا کرتے ہیں اور یہ پاک ہستی سارے جہانوں کی سردار ہے تو اس کی قبر پر مجھے آگ سے آزادی عطا فرما، اصمعیؒ کہتے ہیں کہ میں نے اس سے کہا کہ اے عربی شخص اللہ جل شانہ، نے تیرے اس بہترین سوال پر (ان شاء اللہ) تیری ضرور بخشش کردی۔

منبر شریف اور ستونوں کے پاس دُعاء و نوافل

اسکے بعد (ستون) اُسطوانہ ابُو لُبابہ کے پاس آکر دو رکعت نفل پڑھ کر دُعاء کرے۔

پھر دوبارہ ریاض الجنۃ میں جاکر نفلیں پڑھے اور دُعاء ورد وغیرہ میں خضوع خشوع سے مشغول رہے۔ اس کے بعد منبر کے پاس آکر دُعاء کرے علماء نے لکھا ہے کہ منبر کی اس جگہ پر جس کو رُمّانہ کہتے ہیں ہاتھ رکھ کر دُعاء کرے اس لئے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ کے وقت اس پر دستِ مبارک رکھتے تھے۔

اسکے بعد اسطوانہ حنانہ (ستون حنانہ) کے پاس جاکر دُرود شریف اور دُعاء اہتمام سے کرے ستونوں کے بیان میں سب سے پہلے اسی کا ذکر آرہا ہے۔ (فضائل حج)

اس کے بعد باقی مشہور ستونوں کے پاس جاکر دُعاء کرے۔

توجہ: اس کا خیال رکھے کہ زیارت کے وقت نہ دیواروں کو ہاتھ لگاوے کہ یہ بے ادبی اور گستاخی ہے اور نہ دیواروں کو بوسہ دے کہ یہ حجر اسود ہی کا عمل ہے نہ دیواروں کو چمٹے نہ طواف کرے اس لئے کہ طواف بیت اللہ شریف کے ساتھ خاص ہے قبر کا طواف حرام ہے۔ (تجلیات مدینہ)

قیامِ مدینہ

اس کی کوشش کرے کہ وہاں کے قیام میں کوئی نماز مسجدِ نبوی کی جماعت سے فوت نہ ہونے پائے کہ قیام تھوڑا ہے اور ثواب بہت زیادہ، نہ معلوم پھر حاضری میسر ہو سکے یا نہ ہو سکے۔

مدینہ پاک کے قیام میں قبر شریف پر کثرت سے حاضری کا اہتمام رکھے۔ مسجد شریف میں رہتے ہوئے حجرہ شریف کی طرف سے جب باہر ہو تو گنبد شریف جہاں سے نظر آتا ہو بار بار ان کو دیکھنا ان پر نظر جمائے رکھنا بھی افضل ہے اور ان شاء اللہ موجب ثواب ہے نہایت ذوق شوق کے ساتھ چپ چاپ والہانہ نظر جمائے رکھے۔

سکوتِ عشق کو ترجیح ہے اظہارِ اُلفت پر　　میری آہیں رسا نکلیں یہ نالے بے اثر نکلے

واللہ میں کہاں درِ خیر البشر کہاں

واللہ میں کہاں در خیر البشر کہاں　　لے آئی آج مجھ کو میری چشم تر کہاں
جاگے نصیب خفتہ مدینے میں آ گئے　　شب بھی یہاں سحر ہے سحر کی سحر کہاں
تاب نظر بھی دیتے ہیں وہ اذن نظر کیساتھ　　ورنہ بشر کہاں در خیر البشر کہاں
پہلے پہل وہ گنبد خضراء کا دیکھنا　　حیرت سے دیکھتی تھی نظر ہے نظر کہاں
کھوئے ہوئے سے پھرتے ہیں ہم جلوہ گاہ میں　　ان کی خبر کے بعد اب اپنی خبر کہاں
اے ساکناں شہر حرم جاگتے رہو　　شب بھی یہاں سحر ہے سحر کی سحر کہاں
یوسف انہوں نے سن لیا ورنہ حقیقتاً　　میری دُعاء میں میری زباں میں اثر کہاں

اہل مدینہ سے حسنِ سلوک

سب اہل مدینہ کے ساتھ ہر بات میں حسنِ سلوک اور اچھا برتاؤ کرے کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پڑوسی ہیں، علامہ زرقانی شرح مواہب میں لکھتے ہیں کہ وہاں کے رہنے والوں کا اِکرام کرو، اور اگر ان میں سے بعض کے متعلق کوئی ایسی بات کہی گئی ہے یعنی کوئی نامناسب حرکت اس کی معلوم ہو تب بھی وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پڑوسی ہونے کے شرف سے تو بہرہ اندوز ہیں ہی۔ (فضائلِ حج)

اہل مدینہ کی بے احترامی کی سزا

حضرت امام مالکؒ جب امیر المؤمنین مہدی کے پاس تشریف لے گئے تو بادشاہ نے درخواست کی کہ مجھے کچھ وصیت فرما دیجئے حضرت امام مالکؒ نے فرمایا سب سے اول اللہ جل شانہٗ کا خوف اور تقویٰ اختیار کرنا، اس کے بعد اہل مدینہ پر مہربانی کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے شہر کے رہنے والے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پڑوسی ہیں مجھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ اِرشاد پہنچا ہے کہ مدینہ میری ہجرت کی جگہ ہے اسی میں میری قبر ہوگی، اسی سے میں قیامت کے دن اُٹھوں گا، اس کے رہنے والے میری پڑوسی ہیں میری اُمت کے ذمہ ضروری ہے کہ ان کی نگہبانی کریں جو میری وجہ سے ان کی خبر گیری کرے گا اس کے لئے قیامت میں شفیع یا گواہ بنوں گا اور جو میرے پڑوسیوں کے بارے میں میری وصیت کی

رعایت نہ کرے حق تعالیٰ شانہٗ اس کو طینۃ الخبال پلائے۔ دوسری حدیث میں ہے کہ طینۃ الخبال جہنمی لوگوں کا نچوڑ ہے، یعنی پسینہ، لہو پیپ وغیرہ۔

ایک صاحب مدینہ منورہ گئے تو دہی کھائی تو کہا کہ مدینہ کی دہی کھٹی ہے رات نیند میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ناراض ہو کر فرمایا نکل جاؤ جہاں کی دہی میٹھی ہو وہاں چلے جاؤ وہ آدمی بہت پشیمان ہوا علماء سے مشورے کئے کہ اب کسی طرح معافی کی کوئی صورت بن جائے مگر یہاں کس کی مجال تھی؟ آخر ایک بزرگ نے یہ مشورہ دیا کہ حضرت سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کے مزار پر حاضری دو اور ان سے درخواست کرو کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں معافی کیلئے سفارش کریں آخر وہ آدمی حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے مزار پر حاضر ہوا اور بہت رویا تو رات کو حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ خواب میں ملے اور فرمایا مدینہ سے نکل جاؤ ورنہ تمہارے ایمان کا خطرہ ہے۔

شہرِ مدینہ کا ادب

مدینہ طیبہ کے پورے قیام میں اس شہر کی عظمت اور بزرگی کا استحضار رہے اور یہ بات تصور میں رہے کہ اللہ جل شانہٗ نے اس پاک شہر کو اپنے محبوب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کیلئے پسند فرمایا اور یہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا قیام اور اس کو وطن بنانا مقدر فرمایا اور یہ بھی ذہن میں رکھو کہ اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم مبارک جابجا پڑے ہیں۔

شیخ عبدالحق دہلوی رحمہ اللہ جذب القلوب میں فرماتے ہیں یہ وہ سرزمین ہے جس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں کو چوما ہے۔ اور اس سے ڈرتے رہو کہ کہیں بے ادبی کی نحوست سے اپنے پہلے نیک عمل بھی ضائع نہ ہو جائیں۔

الوداعی سلام نہ کیا جائے

امام غزالیؒ لکھتے ہیں اس دور کا تصور کرو جب کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کی جماعت یہاں حاضر تھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مشاہدہ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بابرکت کلام کے سننے سے مستفید ہوتے تھے۔

چمن کے تخت پر جس دم شہ گل کا تجمل تھا! ہزاروں بلبلوں کی فوج تھی اِک شور تھا غل تھا

جب آئے دن خزاں کے کچھ نہ تھا جز خار گلشن میں بتاتا باغباں رو رو یہاں غنچہ یہاں گل تھا

مدینہ منورہ رہنے والوں کی بے ادبی کا انجام

حضرت سعدؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ارشاد فرماتے سنا جو کوئی بھی مدینہ منورہ کے رہنے والوں کے ساتھ مکر کرے گا وہ ایسا گھل جائے گا جیسا پانی میں نمک گھل جاتا ہے۔ (بخاری ومسلم)

ایک حدیث شریف میں ہے جس شخص نے مدینہ والوں سے فریب کیا وہ اس طرح گھل جائے جیسے نمک پانی میں۔ (بخاری)

حضرت جابر بن عبداللہؓ نے ایک مرتبہ فرمایا برباد ہو جائے وہ شخص جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ڈراتا ہے۔ ان کے صاحبزادے نے پوچھا ابا جان نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تو وصال ہو چکا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کوئی شخص کیسے ڈرا سکتا ہے؟ تو حضرت جابرؓ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے کہ جو شخص مدینہ والوں کو ڈراتا ہے وہ اس چیز کو ڈراتا ہے جو میرے پہلو کے درمیان ہے۔ (یعنی میرے دل کو) (احمد)

حضرت عبادہ بن صامتؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ اے اللہ! جو شخص مدینہ والوں پر ظلم کرے یا ان کو ڈرائے تو اس کو ڈرا اور اس

پر اللہ کی لعنت، فرشتوں کی لعنت اور تمام لوگوں کی لعنت، نہ اس کی فرض عبادت مقبول، نہ نفل عبادت مقبول۔ (طبرانی)

اہم گزارش: حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریاؒ فرماتے ہیں جو لوگ زیارت کے واسطے وہاں حاضر ہوں وہ اس بات کا بہت زیادہ خیال اور اہتمام رکھیں کہ نہ وہاں لوگوں کو اذیت پہنچائیں نہ خرید وفروخت میں ان سے کسی قسم کی چال بازی اور مکر کریں یہاں رہتے ہوئے بھی وہاں کے رہنے والوں کے ساتھ کسی قسم کی دغا بازی کرنا اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالنا ہے۔ اس کا بہت لحاظ رکھیں جو معاملہ ان کے ساتھ کریں وہ نہایت صفائی کا ہونا چاہئے کسی قسم کا دغا اور فریب ان لوگوں کے ساتھ کرنے سے بہت زیادہ احتراز کریں۔ (از فضائل حج)

حضرت امام مالک رحمہ اللہ کا ادب

حضرت امام مالکؒ مدینہ منورہ میں تھے تو قضائے حاجت کیلئے شہر سے بہت دور نکل جاتے تھے ایک تو آپ کو یہ خیال رہتا تھا کہ جس جگہ تک روضہ مبارک نظر آتا رہتا تھا وہاں قضائے حاجت نہ کرتے تھے اور دوسرے آپ مسلسل اس اضطراب میں رہتے کہ ہوسکتا ہے اس جگہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا پاؤں مبارک لگا ہو، ہوسکتا ہے اس جگہ بھی لگا ہو اس طرح بہت دُور نکل جاتے۔

حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا ادب

حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ جب مدینہ منورہ حاضر ہوئے ایک ہفتہ وہیں حاضر رہے اور پھر واپسی کی تیاری کر لی شاگردوں نے اصرار کیا کہ حضرت ابھی اور قیام کریں تو آپ نے فرمایا میں جب سے یہاں حاضر ہوا مدینہ منورہ کی سرزمین پر ادب کی وجہ سے قضائے حاجت نہیں کی اور اب مجھ میں برداشت نہیں ہے لہٰذا چلو۔

فضائل جنت البقیع

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ جو شخص اس کی طاقت رکھتا ہو کہ مدینہ طیبہ میں مرے، چاہئے کہ وہ وہیں مرے اس لئے کہ میں اس شخص کا سفارشی ہوں گا جو مدینہ میں مرے گا دوسری حدیث میں ہے کہ میں اُس کا گواہ بنوں گا (یعنی شفاعت کروں گا) (ابن ماجہ ابن حبان وغیرہ)

تشریح: علماء نے لکھا ہے کہ شفاعت سے مراد خاص قسم کی شفاعت ہے ورنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عام شفاعت تو سارے ہی مسلمانوں کیلئے ہوگی۔ اور طاقت رکھنے کا مطلب یہ ہے کہ اس کی کوشش کرے کہ وہاں آخر تک رہے۔ علامہ زرقانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ تعبیر ہے باہر نہ جانے کی کہ مرنے تک وہیں رہے۔ ابن الحاج رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اس کو طاقت رکھنے سے تعبیر کیا گیا ہے گویا اشارہ ہے اس طرف کہ اس کی انتہائی کوشش کرے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: ساری زمین پر کوئی جگہ ایسی نہیں جہاں مجھے اپنی قبر بنائی جانی پسندیدہ ہو بجز مدینہ طیبہ کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مرتبہ یہی الفاظ فرمائے۔ (مشکوٰۃ)

جنت البقیع میں حضور کے اہل بیت مدفون ہیں۔ دو کے علاوہ ساری ازواج مطہرات مدفون ہیں اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کی کتنی بڑی جماعت مدفون

ہے حضرت امام مالک رحمہ اللہ سے نقل کیا گیا ہے کہ دس ہزار صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین اس مقبرہ میں مدفون ہیں (زرقانی) ان پاک ارواح پر اللہ جل شانہ کی کس قدر رحمتیں ہر وقت نازل ہوتی ہوں گی یہ ظاہر چیز ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دُعا مشہور ہے

اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنِیْ شَھَادَۃً فِیْ سَبِیْلِکَ وَاجْعَلْ مَوْتِیْ بِبَلَدِ رَسُوْلِکَ

(اے اللہ! مجھے اپنے راستے میں شہادت عطا فرما اور اپنے رسول کے شہر میں موت عطا فرما) (فضائل حج)

جنت البقیع میں حاضری

زائرین کو روزانہ بقیع میں حاضر ہونا چاہئے بالخصوص جمعہ کے دن اور یہ حاضری حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر اطہر پر حاضری کے بعد ہو اور وہاں جا کر معروف قبروں کی زیارت کرے جیسا کہ حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ، حضرت عباس رضی اللہ عنہ، حضرت حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت علی بن حسین زین العابدین رضی اللہ عنہ اور حضرت محمد باقر بن علی رضی اللہ عنہ اور جعفر بن محمد رضی اللہ عنہ وغیرہ اور سب سے آخر میں حضور کی پھوپھی حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کی قبر پر حاضری دے۔

اس لئے کہ اہل بقیع کی قبور کی فضیلت اور ان کی زیارت کے بارے میں بہت کثرت سے احادیث وارد ہوئی ہیں۔

بقیع میں حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کی بہت بڑی جماعت مدفون ہے حضرت امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ تقریباً دس ہزار صحابی مدفون ہیں علماء نے لکھا ہے ان سب حضرات کیلئے دُعاء اور ایصال ثواب کرے۔

اہل بقیع کی زیارت

بارگاہِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں سلام کے بعد روزانہ اور بالخصوص جمعہ کے روز اہل بقیع کی زیارت کیلئے جائے جب بقیع میں پہنچے تو کہے:

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ دَارَ قَوْمٍ مُؤْمِنِيْنَ اَنْتُمْ سَابِقُوْنَ وَاِنَّا اِنْ شَآءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَا حِقُوْنَ.

"سلام ہو تم پر اے مؤمن قوم تم پہلے جانیوالے ہو اور ہم ان شاء اللہ تم سے ملنے والے ہیں۔"

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِاَهْلِ بَقِيْعِ الْغَرْقَدِ اَللّٰهُمَّ لَا تَحْرِمْنَا اَجْرَهُمْ وَلَا تَفْتِنَّا بَعْدَهُمْ وَاغْفِرْ لَنَا وَلَهُمْ.

"الٰہی بقیع والوں کی مغفرت فرما، الٰہی ہمیں ان کے اجر سے محروم نہ رکھ اور ان کے بعد ہمیں فتنہ میں مبتلا نہ کر اور ہماری اور ان کی مغفرت فرما۔"

پھر مشہور مزارات کی زیارت کرے اور فاتحہ پڑھے جیسے حضرت ابراہیم بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور امیر المؤمنین حضرت عثمان غنی اور حضرت عباس اور حضرت جعفر بن محمد اور حضرات ازدواج مطہرات اور حضور اقدس کی پھوپھی حضرت صفیہ رضی اللہ عنہم اجمعین بقیع میں تقریباً دس ہزار صحابہ کرام آرام فرمائیں اور ہزاروں اولیاء مدفون ہیں ان سب کی برکات سے متنفع ہو اور ان سب کیلئے دُعاء مغفرت مانگے اور ایصال ثواب کرے۔

جبل اُحد اور شہدائے اُحد

ملا علی قاریؒ نے لکھا ہے کہ جبل اُحد اور شہداء اُحد دونوں کی مستقل زیارت کی نیت کرے اس لئے کہ جبل اُحد کے فضائل بھی احادیث میں بہت آئے ہیں مستحب یہ ہے کہ پنجشنبہ کی صبح کو سویرے نماز کے بعد روانہ ہو جائے تا کہ ظہر تک واپس ہو سکے اور وہاں جا کر سب سے اول سید الشہداء حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ

کے مزار پر حاضر ہو، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ میرے سب چچاؤں میں حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ افضل ہیں، دوسری حدیث میں ہے کہ قیامت کے دن سب شہداء کے سردار حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ ہوں گے، وہاں جا کر حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی قبر مبارک پر نہایت خشوع خضوع سے ان کی عظمت واحترام کی رعایت کرتے ہوئے کھڑا ہو اس کے بعد پھر دوسرے مزارات پر۔

مسجد قبا: امام نوویؒ نے لکھا ہے کہ قباء کی حاضری کا استحباب بہت مؤکدہ ہے اور اولی یہ ہے کہ شنبہ کے دن حاضر ہو، اس حاضری میں اس کی زیارت کی نیت ہو اور اس کی مسجد میں نماز پڑھنے کی نیت ہو اس لئے کہ ترمذی شریف وغیرہ میں صحیح حدیث میں آیا ہے کہ مسجد قباء میں نماز پڑھنا بمنزلہ عمرہ کرنے کے ہے اور ایک حدیث میں ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ہر شنبہ کے دن مسجد قباء تشریف لے جاتے تھے ملا علی قاریؒ نے لکھا ہے کہ مسجد مکہ، مسجد مدینہ، مسجد اقصیٰ کے بعد سب مساجد سے افضل قبا ہے۔

شہدائے احد کی زیارت

جمعرات کو شہدائے احد کی زیارت کرے صبح کی نماز مسجد نبوی میں پڑھ کر چلا جائے تا کہ ظہر تک واپس ہو جائے اور مسجد نبوی کی کوئی نماز فوت نہ ہو وہاں پہنچ کر سب سے پہلے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا سید الشہداء حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی زیارت کرے پھر دیگر شہداء کے پاس حاضر ہو۔ پھر جبل احد کی زیارت کرے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس پہاڑ پر تشریف لے جاتے تھے اور ارشاد فرمایا "اُحد پہاڑ ہم سے محبت رکھتا ہے اور ہم اس سے محبت کرتے ہیں۔"

مسجد قباء میں حاضری

شنبہ کے روز مسجد قبا کی زیارت کیلئے جائے مسجد قبا کی زیارت اور مسجد قبا میں نماز پڑھنے کی نیت سے حاضر ہو حدیث میں آیا ہے:

"مسجد قبا میں نماز پڑھنا ایک عمرہ کے برابر ہے۔"

اور ایک حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر شنبہ کو قبا تشریف لے جایا کرتے تھے۔" ملا علی قاری فرماتے ہیں مسجد مکہ اور مسجد مدینہ منورہ اور مسجد اقصیٰ کے بعد سب مساجد سے افضل مسجد قبا ہے۔ امام نووی فرماتے ہیں قبا کی زیارت کا استحباب بہت مؤکدہ ہے۔

فرضِ محبت

اے دوست مرے واسطے بس اب یہ دُعا کر
کیفی کو الٰہی! غمِ محبوب ﷺ عطا کر
کچھ اشکِ ندامت کے سوا پاس نہیں ہے
لایا ہوں میں دامن میں یہی اپنے سجا کر
یہ اشکِ ندامت بھی بڑی چیز ہے اے دل
آنکھوں میں چھپا لے دُرِ مقصود بنا کر
اِک بار ہے دل کھول کے رونے کی تمنا
سر روضہ اقدس پہ ندامت سے جھکا کر
عشاقِ مدینہ کی دُعاء ہے یہ خدا سے
جنت میں عطا ہم کو مدینہ کی فضا کر
کچھ اسوۂ حسنیٰ پہ عمل بھی تو کر اے دل!
یہ فرضِ محبت ہے، اسے بھی تو ادا کر
دُنیا کی ہر اک چیز نگاہوں سے چھپاوے
یا رب! رُخِ پُر نور کی تصویر دکھا کر
توصیف کا حق کیا ہو ادا تیری زباں سے
بس وردِ زباں صلِّ علیٰ صلِّ علیٰ کر (کیفیات)

دیگر متبرک مقامات کی زیارت

دیگر مساجد اور آثار جو سید الانبیاء والمرسلین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی جانب منسوب ہیں ان کی زیارت کرے اور وہاں نوافل پڑھے اور سات کنوؤں کا پانی پیئے جن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پانی پینا یا وضو کرنا ثابت ہے ان مساجد اور آثار اور کنوؤں کا تذکرہ آگے آئے گا، ان شاء اللہ تعالیٰ۔

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ ان مقامات کی جستجو فرمایا کرتے تھے جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نزول فرمایا ہو پھر آپ کے اتباع میں وہاں اترتے اور نماز پڑھتے اور یہی محبت اور شوق و رغبت کا تقاضا ہے البتہ ان مقامات کی زیارت میں رسوم جاہلیت اور شرک وبدعت سے پورا اجتناب کرے۔

اہل مدینہ کا احترام

تمام اہل مدینہ اور اس مقدس سرزمین کے عام باشندوں اور تمام رہنے والوں کی عزت اور حرمت کرے اور ہر ایک چھوٹے اور بڑے کو شفقت ومحبت کی نگاہ سے دیکھے بالخصوص علماء اور صلحاء اور حکام وقضاۃ اور خدام حرم کی تعظیم وتکریم میں کمی اور کوتاہی نہ کرے یہ بارگاہِ رسالت علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دربان اور پاسبان ہیں اور دربار شاہی کے ہر وقت حاضر باش ہیں۔

عظمتِ شہر کا لحاظ

مدینہ منورہ کے قیام میں اس شہر مقدس کی عظمت وجلالت کو ہمیشہ ملحوظ خاطر رکھے اور دل و دماغ میں اس باعظمت وحرمت شہر کی رفعت شان اور علوی مکان کو جمائے یہ شہر مقدس ہے جس کو اللہ رب العالمین نے اپنے حبیب پاک کی سکونت کیلئے پسند فرمایا اور ہمیشہ کیلئے اس کو جلوہ گاہ نبوی بنایا۔

یہ وہ مبارک سرزمین ہے جہاں حضرت جبرئیل امین بار بار پیام ربانی اور احکام خداوندی لاتے تھے اور عبد ومعبود میں سلام وپیام ہوتا تھا اور کلام ربانی نازل ہوتا تھا۔

رُخِ کریم پہ انوار کے ریشمی پردے　　دیارِ قدس پہ جبرئیل پر جھکائے ہوئے

پس دیارِ حبیب کس کسی ادنیٰ شے کی ناقدری اور بے توقیری بھی قانون عشق میں جرم ہے اور جذبہ الفت ومحبت کے منافی ہے مجنون نے تو فرطِ شوق میں لیلی کے کوچہ کے کتے کو گلے لگالیا تھا پس　"لیلی را چشم مجنوں باید دید"

خرید وفروخت کا مقصد

مدینہ منورہ کے قیام میں جو کچھ خرید وفروخت کرے اس میں بھی وہاں کے تاجروں کی اقتصادی اور مالی حالت درست کرنے کی نیت کرے جس قدر ان کے ذرائع معاش مستحکم اور مستقل ہوں گے اسی قدر یہ مطمئن اور فارغ البال ہوں گے اس ارادہ سے جو کچھ خرید وفروخت کرے گا وہ ایک صدقہ جاریہ شمار ہوگا اور جب تک ان تاجروں کی تجارت قائم رہے گی ان کی اعانت اور انفاع کا ثواب ملتا رہے گا۔

اہل مدینہ کی راحت کا لحاظ

مدینہ منورہ کے قیام میں اپنے ذاتی مفاد کی خاطر ایسی صورتیں اختیار نہ کرے جن سے اہل مدینہ پر تنگی اور دشواری ہو ہر حال میں اہل مدینہ کی راحت اور ان کے مفاد کو مقدم رکھے۔

امورِ خیر میں سبقت

مدینہ منورہ کے قیام میں تمام امور خیر میں سبقت کرے اور حسب طاقت و استطاعت تمام امور خیر کی بجا آوری کی کوشش کرے مثلاً بیمار پرسی، مریض کی تیمارداری، جنازہ کی مشایعت، ضعیف وناتواں کی خدمت، حاجت مند کی اعانت، وہاں والوں کی ضیافت، ملاقاتیوں کا اکرام، فقراء ومساکین کے ساتھ حسن سلوک وغیرہ وغیرہ۔

حاضر باشی

مدینہ منورہ کے قیام میں بارگاہِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کی حاضری اور حضوری اور سید الانبیاء والمرسلین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے قرب ومعیت اور شرف زیارت سے ہر وقت مسرور اور شاداں اور فرحاں رہے اور بارگاہِ رب العزت سے شکر نعمت اور حسن ادب کی توفیق طلب کرتا رہے اور اپنی تقصیرات اور کوتاہیوں پر ہر وقت نادم وشرمسار رہے اور بارگاہِ خداوندی میں معافی اور تلافی کا طلب گار اور خواستگار رہے۔ اور یہاں کی ہر ادا پر دل وجاں سے قربان ہو جائے۔

چو رسی بکوئے دلبر بسپار جان مضطر　　کہ مبادا بارِ دیگر نہ رسی بدیں تمنا

ریاض الجنۃ

صحیحین میں حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "میرے گھر اور میرے منبر کے درمیان کا حصہ باغیچہ ہے جنت کے باغات سے اور میرا منبر میرے حوض پر ہے۔" اور بعض روایات میں ہے کہ "میری قبر اور میرے منبر کے درمیان جنت کے باغات کا ایک باغیچہ ہے،" اور بعض روایات میں ہے کہ میرے حجرہ اور میرے منبر کے درمیان جنت کے باغات کا ایک باغیچہ ہے۔

جنت کا باغ ہونے کا مطلب

بعض علماء فرماتے ہیں کہ نزول رحمت اور حصولِ سعادت اور خیر و برکت میں مسجد نبوی کا یہ حصہ روضہ جنت کے مشابہ ہے لیکن اس معنی کے لحاظ سے اس حصہ کی کیا تخصیص تمام مسجد نبوی بلکہ دیگر تمام مساجد میں یہ بات حاصل ہے اسی لئے مساجد کو ریاض جنت سے تعبیر کیا گیا ہے چنانچہ ارشاد نبوی اذا مررتم بریاض الجنۃ فارتعوا، (جب جنت کے باغوں سے گذرو تو اس کے میوے چنو) یعنی جب مساجد میں سے گذرو تو نماز پڑھو اور ذکر اللہ کرو۔

بعض علماء فرماتے ہیں کہ حدیث کے معنی یہ ہیں کہ اس حصہ میں عبادت کرنا روضہ جنت کے حصول کا ذریعہ ہے لیکن اس معنی کے لحاظ سے بھی اس حصہ کی تخصیص کی کوئی وجہ نہیں، جہاں کہیں بھی اللہ کی عبادت کی جائے گی وہ حصول جنت کا ذریعہ ہوگی، ان شاءاللہ۔

بعض علماء فرماتے ہیں کہ یہ حصہ درحقیقت جنت کا باغیچہ ہے اس لحاظ سے اس کو بعینہٖ جنت میں منتقل کر دیا جائے گا اور معدوم نہ کیا جائے گا ابن جوزی ار ابن فرحون نے امام مالک سے یہی معنی نقل کئے ہیں اور شیخ ابن حجر اور اکثر علماء حدیث نے اس کو ترجیح دی ہے۔

شیخ ابن ابی حمزہ فرماتے ہیں یہ بھی ہو سکتا ہے اللہ تعالیٰ نے اس مقدس حصہ کو ریاض جنت سے اپنے حبیب کے اعزاز میں دنیا میں بھیجا ہو اور قیامت میں پھر اس کو اپنے اصلی مقام پر منتقل کر دیا جائے جیسا کہ حجرِ اسود اور مقام ابراہیم جنت کے تھر ہیں ایسا ہی مقدس مقام یہی درحقیقت جنت الفردوس کا ایک حصہ ہے یہ معنی دیگر تمام معانی کو جامع ہیں اور مقتضاء حکمت الٰہی بھی یہی ہے کہ بارگاہِ رب العزت سے جب دیگر انبیاء کرام کے جنت کے تحفے عطا ہوئے تو سید انبیاء والمرسلین حبیب رب العالمین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو مستقل ایک باغیچہ عطا ہونا چاہئے جو ہمیشہ جلوہ گاہ نبوی ہو۔

اگر غور سے دیکھا جائے تو یہ معنی الفاظ حدیث کے زیادہ موافق ہیں اور عقل

وقیاس کے مطابق ورنہ دیگر معانی کے اعتبار سے اس مقدس مقام کی کوئی خاص خصوصیت باقی نہیں رہتی اور ارشاد نبوی سے مقصود اس کی خصوصیت اور منقبت کو نمایاں کرنا ہے پھر جس حصہ زمین پر ہر وقت سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد و رفت نشست و برخاست رہتی تھی وہ اگر جنت نہیں تو اور کیا ہے؟

منبر نبوی

روضہ جنت کی طرح منبر نبوی بھی خاص اہمیت اور فضیلت رکھتا ہے چنانچہ بخاری میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''میرا منبر میری حوض پر ہے۔''

دیگر بعض روایات میں ہے کہ ''منبری علی ترعة من ترع الجنة'' (میرا منبر جنت کے ترعہ پر ہے) ترعہ کا لفظ مختلف معنی میں استعمال ہوتا ہے دروازہ کو ترعہ کہتے ہیں اور جو باغیچہ بلندی پر ہو اس کو بھی ترعہ کہتے ہیں اور درجہ اور سیڑھی کو بھی ترعہ کہتے ہیں چنانچہ ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک روز منبر شریف پر جلوہ افروز تھے اس وقت ارشاد فرمایا: ''اس وقت میرا قدم جنت کے ایک ترعہ پر ہے۔'' یعنی درجہ پر ہے تو منبر شریف جنت کے دروازہ پر بھی ہے بلند باغیچہ پر بھی ہے اور جنت کے عالی مقام پر بھی ہے اور حوضِ کوثر پر بھی ہے بلکہ حوض کوثر کے منبع اور سرچشمہ پر ہے جیسا کہ ایک حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر تشریف فرما تھے اس وقت آپ نے ارشاد فرمایا: ''میں اس وقت اپنے حوض کے عقر پر ہوں۔'' اور عقر اس مقام کو کہتے ہیں جہاں سے حوض کا پانی داخل ہو۔

جبکہ یہ مقدس مقام جنت الفردوس کا حصہ ہے تو جنت کی کچھ خصوصیات بھی اس میں ہونی ضروری ہیں جنت کی اہم خصوصیت یہ ہے لَا یَسْمَعُوْنَ فِیْهَا لَغْوًا وَّلَا كِذّٰبًا (نہ سنیں گے اس میں بیہودہ بات اور نہ جھوٹ) اسی لئے اس عالی مقام میں جھوٹ اور لغویات

کی سخت ممانعت ہے، ارشادِ نبوی ہے ”جو شخص میرے منبر کے پاس جھوٹی قسم کھائے تا کہ مسلمانوں کا حق تلف کرے وہ اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنالے۔“ ایک روایت میں ہے ”اس شخص پر اللہ کی لعنت فرشتوں کی لعنت اور تمام انسانوں کی لعنت“ یہی وجہ ہے کہ اس مقدس مقام میں جو سکون وطمانیت اور راحت وفرحت نصیب ہوتی ہے وہ کسی دوسری جگہ حاصل نہیں اور جو لطف عبادت اور ذوق طاعت یہاں حاصل ہوتا وہ کسی دوسری جگہ حاصل نہیں ہوتا یہاں پہنچ کر انسان آغوش رحمت میں آجاتا ہے، اور سراپا رحمت بن جاتا ہے۔

اگر حقیقت شناس نگاہیں ہوں تو یہی جنت الفردوس کا عالی مقام ہے یہی حوض کوثر کا اصل منبع اور سرچشمہ ہے جہاں سے رشد وہدایت کی پیاسی مخلوق کو سیراب کیا گیا اور پوری دنیا کو سرسبز وشاداب بنادیا اور آج بھی تشنہ قلوب جہاں سے سیراب ہورہے ہیں اور روزِ حشر بھی اسی جگہ سے ہر پیاسے کو سیراب اور شاداب کیا جائے گا حکمتِ خداوندی نے حجر اسود اور مقام ابراہیم کی طرح اس روضہ جنت کی اصلی حقیقت کو نگاہوں سے پوشیدہ رکھا ہے اور مخلوق کی کور چشمی آخرت کی اشیاء کی حقیقت کا ادراک کر بھی نہیں سکتی، ورنہ اگر اس عالی مقام کی حقیقت ظاہر ہوجاتی تو کل کائنات اس پر نثار ہوجاتی۔

دیگر مساجد ومتبرک کنوئیں

بیر اریس کے پاس جاکے جو مسجد قبا کے قریب ہے جس کے متعلق کہا جاتا ہوے کہ اس کنویں میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا لبِ مبارک ڈالا ہے اس سے وضو کرے اور اس کا پانی پئے اور مسجد فتح کے پاس آئے جو خندق کے قریب ہے اور ایسے ہی بقیہ مساجد اور متبرک مقامات جن کی تعداد تقریباً تیس ہے اہل مدینہ کے یہاں یہ مواقع معروف ہیں ایسے ہی ساتوں کنوؤں کا پانی شفاء اور برکت کی نیت سے پئے صاحب اتحاف کہتے ہیں کہ یہ سات کنویں بئر اریس، بئر رحاء، بئر عریس، بئر بضاعہ، بئر بصہ ہیں اور ساتویں میں اختلاف ہے کہ بئر سقیا بئر عہن، بئر جمل میں سے کون سا ہے۔

الوداع

جب واپسی کا ارادہ ہو تو ملا علی قاری رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ مستحب یہ ہے کہ مسجد نبوی میں دو رکعت نفل الوداعی پڑھے اور روضہ میں ہو تو بہتر ہے اس کے بعد قبر اطہر پر الوداعی سلام کے لئے حاضر ہو، صلوٰۃ وسلام کے بعد اپنی ضروریات کیلئے دُعائیں کرے اور حج وزیارت کے قبول کی دُعائیں کرے اور خیر وعافیت کے ساتھ وطن پہنچنے کی دُعاء کرے اور یہ دعاء کرے کہ یہ حاضری آخری نہ ہو، پھر بھی اس پاک دربار کی حاضری نصیب ہو، اور اس کی کوشش کرے کہ رخصت کے کچھ آنسو نکل آئیں کہ یہ قبولیت کی علامات میں سے ہے پھر رونا نہ آوے تب بھی رونے والوں کی سی صورت کے ساتھ حسرت ورنج وغم ساتھ لئے ہوئے واپس ہو اور چلتے وقت بھی کچھ صدقہ جو میسر ہو کرے اور سفر سے واپسی کے وقت جو دُعائیں احادیث میں وارد ہوئی ہیں وہ پڑھتے ہوئے اور واپسی سفر کے آداب کی رعایت کرتے ہوئے واپس ہو۔

اُٹھ کے ثاقب گو چلا آیا ہوں انکی بزم سے دل کی تسکین کا مگر ساماں اُسی محفل میں ہے

بعض بزرگوں سے یہ بھی سنا ہے کہ واپس کے وقت الوداعی سلام نہ کرے یہ عرض کرے کہ میں اپنی مجبوریوں کی وجہ سے جدا ہورہا ہوں اور اللہ تعالیٰ نے جب ہی موقع دیا جلد از جلد دوبارہ حاضری دوں گا۔

الوداع کے وقت حضرت عمر بن عبدالعزیز کی حالت

حضرت عمر بن عبد العزیزؒ جب مدینہ منورہ سے واپس جانے لگتے تو روتے ہوئے نکلتے کہ کہیں مدینہ مجھے میری گندگی کی وجہ سے نکال نہ رہا ہو کیوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مدینہ گندے آدمی کو اسی طرح نکال دیتا ہے جیسے بھٹی میل کو نکال دیتی ہے۔

حضرت نانوتوی رحمہ اللہ کا الوداعی شعر

جب مدینہ منورہ سے واپسی ہونے لگی تو آپ نے گنبد خضریٰ پر آخری نظر ڈال کر یہ اشعار کہے

ہزاروں بار تجھ پر اے مدینہ میں فدا ہوتا
جو بس چلتا تو مر کر بھی نہ میں تجھ سے جدا ہوتا

ایک بچے کا عشقِ رسول

قطب عالم حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ لکھتے ہیں کہ ہم جب مدینہ منورہ میں تھے وہ دَور اہل حجاز کی بے سروسامانی کا تھا ایک بہت ہی غریب ومفلوک الحال گھرانے کا چھوٹا بچہ ہم سے مانوس ہوگیا ہم نے اس سے کہا ہم تجھے ہندوستان لے چلیں گے وہاں کھانے پینے کی بڑی فراوانی ہوگی۔ ہر چیز ملے گی اس نے کہا ٹھیک ہے جب تیاری کا وقت آیا ہم نے اسے کہا تیار ہو جا اپنے والدین سے اجازت لے لے۔ پھر روضہ اقدس پر سلام عرض کرنے کیلئے حاضر ہوئے تو وہ بھی ساتھ آگیا اور سلام عرض کرنے کے بعد پوچھنے لگا ہندوستان میں یہ روضہ بھی ہے ہم نے کہا وہاں یہ روضہ تو نہیں ہے۔ تو وہ کہنے لگا پھر میں اس روضہ کو چھوڑ کر نہیں جاتا چاہے بھوکا رہوں تب بھی اسی کے سائے میں رہوں گا۔

یادگار مدینہ

یہ بھی ایمان وعشق کا تقاضا ہے کہ گھر واپس آنے کے بعد روضہ انور کا تذکرہ کرے وہاں کے انوار وبرکات کو یاد کرے وہاں کی کوئی چیز ہو تو اس کی زیارت کر کے اسے یاد کا ذریعہ بنائے اکابر علماء کا یہ طریقہ رہا ہے۔

ع ذکرِ حبیب کچھ کم نہیں وصل حبیب سے

دل کے آئینہ میں ہے تصویر یار
جب ذرا گردن جھکائی دیکھ لی

دار العلوم دیو بند کو سلطان ترکی نے ایک رومال عنایت فرمایا تھا جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا جبہ مبارک ایک سال تک لپٹا رہا تھا یہ رومال نہایت ادب واحترام کے ساتھ محفوظ رکھا گیا اور اب تک زیارت کے مشتاق لوگوں کو اس مبارک رومال کی زیارت کرائی جاتی ہے۔

حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمہ اللہ کے بھائی صاحب نے روضہ اقدس کی خاک حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کو دی تو آپ نے اسے اپنے سرمہ میں شامل کروا دیا اور پوری زندگی اسی مبارک خاک والا سرمہ استعمال میں رکھا۔

آپ کے پاس حجرۂ نبوی مبارکہ کے غلاف کا ایک سبز ٹکڑا تھا جمعہ کے دن خود صندوقچہ اپنے ہاتھ سے کھولتے حاضرین کو زیارت کراتے اور اس غلاف کو اپنی آنکھوں سے لگاتے اور چومتے پھر اوروں کی آنکھوں سے لگاتے اور ان کے سروں پر رکھتے۔

اسی طرح وہاں کی کھجوروں اور حجرۂ مطہرہ کا جلد ہوا زیتون کا تیل کے ادب کے متعلق بھی آپ کے واقعات مشہور ہیں۔

عالم ربانی فاضل، لاثانی حضرت مولانا سید محمد فخر الزمان شاہ صاحب کوٹوی رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ ہے کہ آپ بموقع حج مدینہ منورہ حاضر ہوئے تو وہاں ایک چاقو خریدا گھر واپسی کے بعد روزانہ فجر کی نماز کے بعد اپنی مجلس میں اس چاقو کو نکالتے سب احباب کو زیارت کراتے اور مدینہ منورہ کا تذکرہ چھیڑتے وہاں کے ہجر وفراق پر آزردگی ظاہر فرماتے اس کے بعد کوئی دوسری بات ہوتی ایک دفعہ وہ چاقو گم ہوگیا تو بہت پریشان و مغموم ہوگئے کسی نے بتایا کہ وہ چاقو فلاں طالب علم نے چرایا ہے اس طالب علم سے بہت پوچھا مگر اس نے اقرار نہ کیا بالآخر آپؒ نے اس کو ایک تھپڑ مارا اور غصہ کیا تو اس نے اقرار کیا اور وہ چاقو دے دیا بعد میں حضرت نے اس طالب علم کی دعوت کی اسے خوش کیا اور احباب سے فرمایا میں نے صرف چاقو کی وجہ سے اس طالب علم کو تھپڑ نہیں مارا

بلکہ اس وجہ سے مارا کہ یہ مدینہ منورہ کی یادگار تھی، اور اس طالب علم کے پاس اس کے ہونے کا غالب گمان بھی تھا دوسرے معتمد ساتھی کی گواہی کی وجہ سے۔ (سرمایہ عشاق)

بیت اللہ اور روضۂ مبارک میں فاصلہ کی عجیب حکمت

عارف باللہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب مدظلہ فرماتے ہیں۔

بعض لوگوں نے کہا کہ اگر ہجرت فرض نہ کی جاتی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا روضۂ مبارک بھی وہیں بنتا جہاں کعبہ شریف ہے تو اللہ بھی مل جاتا اور رسول بھی۔ تو میں نے اس کا جواب دیا کہ دل ایک ہے، اس کے دو ٹکڑے نہیں ہو سکتے، اگر روضۂ مبارک بھی مکہ مکرمہ میں ہوتا تو عاشقوں کے دل کے ٹکڑے ہو جاتے۔ جب طواف کرتے تو دل لگا رہتا کہ کب روضۂ رسول اللہ پر جا کر صلوٰۃ وسلام پڑھیں اور جب روضۂ مبارک پر جاتے تو دل لگا رہتا کہ کب کعبہ شریف جائیں۔ تو کعبہ شریف اور روضۂ مبارک کے درمیان دل کے دو ٹکڑے ہو جاتے۔ دیکھو رکوع کے بعد سجدہ فوراً فرض نہیں کیا، پہلے قومہ کا حکم دیا کہ کھڑے ہو جاؤ، کچھ فاصلہ کرلو۔ فصل کے بعد وصل کی قدر ہوتی ہے۔ اگر رکوع کے ساتھ ہی بغیر قومہ کئے سجدہ کا حکم ہو جاتا تو مزہ نہ آتا۔ تھوڑا سا فاصلہ کر دیا تا کہ فراق سے تڑپ کر پھر سجدہ کرو تو سجدہ کا مزہ آجائے گا۔ ایسے ہی اللہ تعالیٰ نے کعبہ شریف میں اور مدینہ شریف میں فاصلہ کر دیا، تقریباً پانچ سو کلومیٹر کا فاصلہ ہے تا کہ جب کعبہ میں رہو تو کعبہ والے پر قربان ہو جاؤ اور جب مدینہ جاؤ تو روضۂ رسول پر فدا ہو جاؤ۔ (ارشادات درد دل)

مدینہ منورہ سے سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت

عارف باللہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب مدظلہ فرماتے ہیں۔

مدینہ پاک کی مٹی سے محبت کرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے۔

جب آپ غزوات سے فارغ ہو کر مدینہ پہنچتے تھے تو اپنے بدن مبارک سے چادر اتار کر اونٹنی پر رکھ دیتے تھے تا کہ مدینہ کی مٹی میرے بدن کو لگ جائے اور کسی مقدس مقام کے لئے ثابت نہیں ہے کہ وہاں کی مٹی کو آپ نے بدن پر مل لیا ہو۔

معلوم ہوا کہ جہاں سے اللہ کا دین پھیلتا ہے وہ جگہ اللہ کے عاشقوں کے نزدیک بہت محبوب ہے۔ مولانا رومی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔

خوشتر از ہر دو جہاں آں جا بود — کہ مرا با تو سر و سودا بود

سب سے بہترین زمین وہ ہے جہاں میرے سر کا سودا آپ کی ذاتِ پاک کے ساتھ ہو جائے، جہاں میرا سر آپ پر فروخت ہو جائے وہ زمین مجھے سب سے پیاری ہے۔ مدینہ منورہ میں اللہ کے رسول نے اپنے سر کا سودا کیا ہے اور آپ کے طفیل میں صحابہ کو بھی یہ سعادت نصیب ہوئی اسی لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنِ اسْتَطَاعَ اَنْ يَّمُوْتَ بِالْمَدِيْنَةِ فَلْيَمُتْ بِهَا فَاِنِّيْ اَشْفَعُ لِمَنْ يَّمُوْتُ بِهَا. (سنن ترمذی، ج: ۲، باب ما جاء فی فضل المدینة)

جس کو استطاعت ہو کہ مدینہ میں مرے وہ مدینہ آ کر مر جائے کیونکہ جو مدینہ میں مرے گا میں اس کی شفاعت کروں گا۔ دوسری حدیث میں ہے کہ مدینہ میں مرنے والوں کی شفاعت پہلے ہوگی۔ جب مدینہ والوں کی شفاعت ہو جائے گی پھر مکہ والوں کی باری آئے گی۔

وحی کے نزول کا زمانہ تھا، اللہ نے یہ وحی نازل نہیں فرمائی کہ ہمارے گھر والوں کو آپ نے بعد میں رکھا، ہمارے پڑوسیوں کو آپ نے محروم کر دیا، ایسا نزولِ وحی نہیں ہوا، سکوت ہے۔ معلوم ہوا کہ اللہ بھی اس بات سے راضی ہے جس سے اس کا رسول راضی ہے۔ (ارشادات درد دل)

درُود شریف کی ایک عجیب خصوصیت

عارف باللہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب مدظلہ فرماتے ہیں۔

میرے شیخ شاہ عبدالغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ جو حضرت حکیم الامت تھانوی صاحب سے صرف سات برس چھوٹے تھے اور حضرت کے بہت پرانے خلفاء تھے۔ تمام خلفاء میں حضرت کی خدمت میں باادب بیٹھے تھے وہ فرماتے تھے کہ صرف درُود شریف ایسی عبادت ہے جس میں منہ سے بیک وقت اللہ کا نام بھی نکلتا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام بھی نکلتا ہے، دونوں نام ساتھ ساتھ نکلتے ہیں۔

دل کو تھاما ان کا دامن تھام کے
ہاتھ میرے دونوں نکلے کام کے

اور کوئی عبادت ایسی نہیں جس میں اللہ کا نام بھی آئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نام بھی آئے اس لئے کثرت سے درُود شریف پڑھنے والے کے لئے مغفرت کی بشارت ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت تو عین ایمان ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درُود شریف پڑھنے کا حکم دیا ہے:

إِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا. (سورة احزاب، آیت :٥٦)

اللہ اور اس کے فرشتے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درُود بھیجتے ہیں یعنی اللہ تعالیٰ اور اسکے فرشتے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پیار کرتے ہیں اے مسلمانو! تم بھی میرے نبی سے پیار کرو۔ یہ عاشقانہ ترجمہ ہے جیسے صلی اللہ علیہ وسلم کا عاشقانہ ترجمہ حضرت فضل رحمٰن گنج مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ نے کیا تھا کہ اللہ پیار کرے محمد صاحب کا اور سلامت رکھے ان کو۔ اس عمل میں اللہ اور اس کے فرشتوں کے ساتھ ہماری شرکت نعمت نہیں ہے؟ جس تجارت میں بادشاہ کا حصہ بھی ہو اس تجارت میں خسارہ اور (Loss) ہوسکتا ہے؟ وہ بزنس گھاٹے میں جاسکتی ہے؟ درُود شریف بھیجنا اللہ کا کام ہے اور فرشتوں کا کام ہے، اس میں اپنا حصہ لگالو یہ تِجَارَةً لَّنْ تَبُوْرَ ہے، اس میں خسارہ ہے ہی نہیں۔ (ارشادات دردِ دل)

باب ٩

عشق ومحبت اور کمالِ ادب کی داستان

اکابر کی روضہ رسول پر حاضری کے وجد آفریں واقعات

سید احمد کبیر رفاعی رحمہ اللہ کی حاضری

سید احمد رفاعیؒ مشہور بزرگ اکابر صوفیہ میں ہیں، اُن کا قصہ مشہور ہے کہ جب ۵۵۵ھ میں حج سے فارغ ہو کر زیارت کیلئے حاضر ہوئے اور قبر اطہر کے مقابل کھڑے ہوئے تو یہ دو شعر پڑھے

فِیْ حَالَةِ الْبُعْدِ رُوحِیْ کُنْتُ اُرْسِلُهَا   تُقَبِّلُ الْاَرْضَ عَنِّیْ وَهِیَ نَائِبَتِیْ
وَهٰذِهٖ دَوْلَةُ الْاَشْبَاحِ قَدْ حَضَرَتْ   فَامْدُدْ یَمِیْنَکَ کَیْ تَحْظٰی بِهَا شَفَتِیْ

ترجمہ: ”دوری کی حالت میں میں اپنی روح کو خدمتِ اقدس بھیجا کرتا تھا وہ میری نائب بن کر آستانہ مبارک چومتی تھی، اب جسموں کی حاضری کی باری آئی ہے اپنا دستِ مبارک عطا کیجئے تا کہ میرے ہونٹ اس کو چومیں۔“

اس پر قبر شریف سے دستِ مبارک باہر نکلا اور انہوں نے اس کو چوما (الحاوی للسیوطیؒ) کہا جاتا ہے کہ اس وقت تقریباً نوے ہزار کا مجمع مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں تھا جنہوں نے اس واقعہ کو دیکھا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دستِ مبارک کی زیارت کی جن میں حضرت محبوب سبحانی قطب ربانی شیخ عبد القادر جیلانی نور اللہ مرقدہٗ کا نام نامی بھی ذکر کیا جاتا ہے۔ (فضائل حج)

بندہ مرتب عرض کرتا ہے کہ ہمارے حضرت اور شیخ و مرشد حاجی محمد شریف صاحب رحمۃ اللہ علیہ (خلیفہ حکیم الامت حضرت تھانوی رحمہ اللہ) فرمایا کرتے تھے

اس کے بعد حضرت صاحبؒ مسجد نبوی کے دروازے کے سامنے لیٹ گئے اور لوگوں سے کہا مجھ پر پاؤں رکھ کر گذرو یہ عمل آپ نے تواضع و انکساری کیلئے کیا۔ اس پر حضرت حاجی صاحب سے کسی نے پوچھا حضرت پھر کسی نے پاؤں رکھا حضرت نے اپنے خاص انداز سے فرمایا وہ مر نہ جاتا جو حضرت سید پر پاؤں رکھتا۔

حضرت نانوتوی رحمہ اللہ کی حاضری

حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم صاحبؒ نانوتوی کی حاضری مدینۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف روانگی ہوئی تو دربار حبیب سے کئی میل دور رہی گنبد خضراء پر نظر پڑتے ہی اپنا جوتا اتار لیا حالانکہ وہاں سے تو راستہ نوکدار پتھر کے ٹکڑوں سے بھرا تھا مگر آپ کے ضمیر نے گوارا نہ کیا کہ یہ دربار حبیب میں جوتا پہن کر چلا جائے نا معلوم کس مقام پر حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم مبارک پڑے ہوں اور میری کیا مجال کہ میں جوتا پہن کر اس مقام پر چلوں۔

شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین مدنیؒ اس سفر کے متعلق تحریر فرماتے ہیں کہ: جناب مولانا نانوتویؒ چند منزل برابر بھی اونٹ پر سوار نہ ہوئے حالانکہ اونٹ ان کی سواری کا موجود تھا اور خالی تھا پیر میں زخم پڑ گئے تھے کانٹے لگے تھے پتھروں اور نوکیلے ٹکڑوں کی تلخیاں محبوب کے دیدار کے مقابلے میں بالکل ہیچ ہو گئی تھیں، نہ آپ کی زبان پر شکوہ آیا نہ چہرے پر اس کے آثار ظاہر ہوئے اور ہوتے بھی کیسے؟

یہ تو دیار (علماء دیوبند کا عشق رسولؐ) حبیب ہے یہاں شکوہ و شکایت کو کیا دخل اور کیا مجال؟ یہ تو وہ مقام ہے جہاں ہزاروں جانیں بھی فدا ہو جائے پھر بھی یہ ہی کہا جائے گا کہ!

ع   حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا   (علماء دیوبند کا عشق رسول)

حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمہ اللہ کا ارشاد

ایک صاحب حاضر خدمت ہوئے اور درخواست کی کہ خواب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا کوئی وظیفہ بتلا دیں، آپ نے فرمایا کثرت سے دُرود شریف پڑھا کرو، جب وہ صاحب چلے گئے تو ارشاد فرمایا: ان کے بڑے حوصلے ہیں کہ خواب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی تمنا کرتے ہیں، ہمیں تو اگر خواب میں گنبد خضرا کی زیارت ہو جائے ہم تو اس کے بھی لائق نہیں۔

حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوری رحمہ اللہ کی حاضری

مکہ شریف سے مدینہ طیبہ جاتے ہوئے آخری منزل پر شُتر بان سے کہہ دیا کہ جب وہ جگہ آئے کہ جہاں سے سبز گنبد خضراء نظر آتا ہے تو فوراً بتا دے، اس نے بتا دیا وہاں سے اتر کر پیدل چلتے رہے، رفقاء کو پہلے ہی تاکید فرما دی تھی کہ دُرود شریف کی کثرت رکھیں، خاموش رہیں اور بہت ادب واحترام کے ساتھ حاضری دیں۔

حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوری رحمہ اللہ کا شوق مدینہ

مرض وفات میں مدینہ طیبہ کا ذکر سن کر بے اختیار رقت طاری ہو جاتی اور بعض اوقات بلند آواز سے رونے لگتے، مولانا محمد صاحب انوری عمرہ کیلئے روانہ ہو رہے تھے حضرت سے رخصت ہونے کے لئے آئے، مدینہ طیبہ کا ذکر ہوا تو حضرت دھاڑیں مار مار کر روئے، مولانا محمد صاحب فرماتے ہیں کہ

’’میں نے کبھی حضرت اقدس کو اس سے بلند آواز سے روتے ہوئے نہیں دیکھا تھا۔‘‘ بابو عبدالعزیز صاحب آئے تو ان سے فرمایا کہ دیکھو یہ مدینہ جا رہے ہیں یہ کہہ کر حضرت کی چیخیں نکل گئیں۔

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ کی حاضری

آپ جب روضہ اقدس پر حاضر ہوتے تو کبھی روضہ اقدس کی جالی تک پہنچ ہی نہیں پاتے تھے بلکہ ہمیشہ یہ دیکھا کہ جالی کے سامنے ایک ستون ہے اس ستون سے لگ کر کھڑے جاتے اور جالی کا بالکل سامنا نہیں کرتے تھے بلکہ وہاں اگر کوئی آدمی کھڑا ہوتا تو اس کے پیچھے جا کر کھڑے ہو جاتے۔

اور ایک دن خود ہی فرمانے لگے کہ ایک مرتبہ میرے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ شاید تو بڑا شقی القلب آدمی ہے یہ اللہ کے بندے ہیں جو جالی کے قریب تک پہنچ جاتے ہیں اور قرب حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا جتنا بھی قرب حاصل ہو جائے وہ نعمت ہی نعمت ہے لیکن میں کیا کروں کہ میرا قدم آگے بڑھتا ہی نہیں شاید کچھ شقاوت قلب ہے۔

فرماتے ہیں کہ وہاں کھڑے کھڑے میرے دل میں یہ خیال پیدا ہوا مگر اس کے بعد فوراً یہ محسوس ہوا جیسا کہ روضہ اقدس سے یہ آواز آ رہی ہے کہ ’’جو شخص ہماری سنتوں پر عمل کرتا ہے وہ ہم سے قریب ہے خواہ ہزاروں میل دور ہو اور جو شخص ہماری سنتوں پر عمل نہیں کرتا وہ ہم سے دور ہے چاہے وہ ہماری جالیوں سے چمٹا ہوا ہو۔

حضرت مولانا عاشق الٰہی میرٹھی کی حاضری

’’آستانہ محمدیہ پر حضرت کی عجیب کیفیت ہوئی تھی، آواز نکلنا تو کیا مواجہ شریف کے قریب یا مقابل بھی آپ کھڑے نہیں ہوتے تھے، خوفزدہ مؤدبانہ دبے پاؤں آتے اور مجرم وقیدی کی طرح دور کھڑے ہوئے بہ کمال خشوع صلوٰۃ وسلام عرض کرتے اور چلے آتے تھے، زائرین جو بے باکانہ اونچی آواز سے صلوٰۃ وسلام پڑھتے، اس سے آپ کو بہت تکلیف ہوتی اور فرمایا کرتے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حیات ہیں اور

ایسی آواز سے سلام عرض کرنا بے ادبی اور آپ کی ایذاء کا سبب ہے لہٰذا پست آواز سے سلام عرض کرنا چاہئے اور یہ بھی فرمایا کہ مسجد نبوی کی حد میں کتنی ہی پست آواز سے سلام عرض کیا جائے اس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود سنتے ہیں۔" (سفر حجاز)

حضرت حاجی محمد شریف صاحب رحمہ اللہ کی حاضری

ہمارے شیخ ومرشد سیدی ومولائی حضرت حاجی محمد شریف صاحب (خلیفہ حضرت حکیم الامت تھانوی قدس سرہٗ) نے فرمایا کہ حج کے موقع پر جب روضہ انور پر حاضری ہوئی تو سلام عرض کرنے کی ہمت نہ پڑتی تھی کہ میں کس منہ سے کچھ عرض کروں بالآخر اپنے نواسے کو آگے کر کے اس کی معصومیت کے وسیلہ سے عرض کرنے کی ہمت پڑی اور یہی طریقہ رہا کہ اسی معصوم بچے کو آگے کر کے صلوٰۃ وسلام عرض کرتا تھا۔

مواجہ شریف پر حاضری کا منظر

حضرت مولانا عبدالماجد دریا آبادی رحمہ اللہ اپنی آپ بیتی میں تحریر فرماتے ہیں۔

جسے دیکھو مواجہ شریف کی طرف کھنچا چلا آ رہا ہے اس وقت رخ قبلہ کی جانب نہیں پتھر سے تعمیر کیے ہوئے کعبہ کی جانب نہیں بلکہ اس کے در اقدس کی جانب ہے جو دلوں کا کعبہ اور روحوں کا قبلہ ہے کسی کا نالہ جگر گداز کسی کے لب پر آہ وفریاد ہر شخص اپنے اپنے حال میں گرفتار، ہر متنفس اپنے اپنے کیف میں سرشار، گنہگاروں اور خطا کاروں کی آج بن آئی ہے، آستان شفیع المذنبین تک رسائی ہے! ع

سجدوں سے اور بڑھتی ہے رفعت جبیں کی

یہاں بھی نہ پائیں گے تو کہاں جائیں گے، آج بھی نہ گڑگڑائیں گے تو کدھر سر ٹکرائیں گے۔ وَلَوْ اَنَّھُمْ اِذْ ظَّلَمُوْا اَنْفُسَھُمْ کا وعدہ پورا ہونے کیلئے ہے، محض لفظ ہی لفظ نہیں ہیں!

ادھر یہ سب کچھ ہو رہا ہے، رند و پارسا، فاسق ومتقی، سب ہی اس دھن میں لگے ہوئے ہیں ادھر ایک ننگ امت حیران وششدر، فرط ہیبت وجلال سے گنگ ومضطر، حواس باختہ، چپ چاپ، سب سے الگ کھڑا ہوا ہے نہ زبان پر کوئی دُعا نہ دل میں کوئی آرزو، سر سے پیر تک ایک عالم حیرت طاری۔

یا الٰہی! یہ خواب ہے یا بیداری، کہاں ایک مشت خاک، کہاں یہ عالم پاک، جل جلالہ، جہاں ابوبکر رضی اللہ عنہ اور علی رضی اللہ عنہ حاضر ہوتے ہوئے تھرتھراتے ہوں، جہاں عمر رضی اللہ عنہ آواز سے بولتے ہوئے لرزتے ہوں جہاں کی حضوری جبریل امینؑ کیلئے باعث فخر وشرف کا سبب ہو، آج وہاں عبدالقادر دریا آبادی کا فرزند عبدالماجد اپنے گندہ دل اور گندہ تر قلب کے ساتھ، بے تکلف اور بلا جھجک کھڑا ہوا ہے دماغ حیران، عقل دنگ، زبان گنگ، ناطقہ انگشت بدنداں، نہ زبان یاوری کرتی ہے نہ لب کسی عرض ومعروض پر کھلتے ہیں نہ دُعاؤں کے الفاظ یاد پڑتے ہیں نہ کسی نعت گو کی کوئی نعت خیال میں آتی ہے۔

چلتے وقت دل میں کیا کیا ولولے اور کیسے کیسے حوصلے تھے لیکن اس وقت سارے منصوبے یک قلم غلط، سارے حوصلے اور ولولے یک لخت غائب، لے دے کر جو کچھ یاد پڑ رہا ہے وہ محض کلام مجید کی بعض سورتیں اور آیتیں ہیں یا پھر وہی عام ومعروف دُرود شریف اور زبان ہے کہ بے سوچے سمجھے بغیر غور وفکر کیے ہوئے انہیں الفاظ کو رٹے ہوئے سبق کی طرح اضطراراً دوہرائے چلی جا رہی ہے!

ع نظارہ ز جنبیدن مژگان گلہ دارد (سفر حجاز)

خواب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت

عارف باللہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب مدظلہ فرماتے ہیں۔

میرے شیخ حضرت شاہ عبدالغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ پورا قصیدہ بردہ شریف روزانہ تہجد کے وقت پڑھتے تھے۔ سب زبانی یاد تھا اور ساتوں منزل مناجات مقبول کی

روزانہ پڑھتے تھے اور بارہ مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی۔ ایک مرتبہ تو ایسا دیکھا کہ فرمایا حکیم اختر میں نے آج خواب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ایسے زیارت کی کہ آپ کی آنکھوں میں لال لال ڈورے بھی نظر آئے۔ میں نے خواب ہی میں پوچھا کہ یا رسول اللہ! کیا میں نے آپ کو خوب دیکھ لیا تو فرمایا ہاں عبدالغنی تم نے اپنے رسول کو آج خوب دیکھ لیا۔ کیا کہوں پوری داستان آنکھوں کے سامنے سے گزر گئی۔ سترہ سال ساتھ رہا۔ میں سمجھتا تھا کہ میرے شیخ کے انتقال کے بعد صدمہ وغم سے میرا بھی انتقال ہو جائے گا مگر انتقال اللہ کے قبضہ میں ہے، جب ان کا حکم ہوگا تب ہی ہوگا۔ (ارشادات درد دل)

والدین ماجدین کا مدینہ منورہ سے تعلق

ہمارے والد ماجد حضرت مولانا عبدالقیوم مہاجر مدنی مدظلہ العالی کے عشق مدینہ کا یہ عالم ہوتا تھا کہ بچپن میں ہم دیکھتے کہ آپ کام بھی کر رہے ہیں اور بڑے کیف و مستی کے ساتھ حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ شعر بھی گنگنا رہے ہیں۔

؎ زمهجوری بر آمد جان عالم   ترَحَّم ! یَا نبِیَّ اللہ ترَحَّمْ !

(جدائی سے جہاں کی جان نکلنے والی ہے: اے اللہ کے نبی رحم فرمایئے، رحم فرمایئے)

چنانچہ ان کی یہ آرزو بر آئی آج وہ عرصہ دراز سے اپنے اہل وعیال کے ساتھ ساکن مدینہ ہیں اور آج بھی ان کے جذبات عشق وتشکر کا عالم دیکھنے کے قابل ہے۔

اور ان کی محبت کا یہ حال ہے کہ فرماتے ہیں کہ جب لوگ مسجد نبوی سے باہر آتے ہیں اور اپنے جوتے زور سے زمین پر ڈالتے ہیں تو میرا دل کرتا ہے میں وہاں لیٹ جاؤں اور جوتے مجھ پر پڑیں تا کہ جوتوں کا شور نہ ہو۔ ہماری والدہ صاحبہ رحمۃ اللہ علیہا کا بھی یہی ذوق تھا یہاں تشریف لاتیں تو ہم چھوٹے بڑے خوش ہوتے مگر جیسے جیسے وقت گزرتا ان کی طبیعت آزردہ ہوتی کہ مدینہ منورہ سے جدائی کو اب اتنے دن ہو گئے ہیں اور اب اتنے دن ہو گئے نہ معلوم کب مدینہ کو واپسی کی گھڑی آئے گی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے انکے اس

شوق کو قبول ہی فرما لیا کہ ان کی وفات مدینہ منورہ میں ہوئی اور عید الفطر کے دن مسجد نبوی میں لاکھوں مسلمانوں نے ان کی نمازِ جنازہ پڑھی، پھر جنت البقیع میں اہل بیت کرام کی آرام گاہوں کے پاس حشر تک آسودگی کی نعمت بھی میسر آ گئی۔ فللہ الحمد

عشق ومحبت کی حرارت

حضرت ڈاکٹر حفیظ اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ جنہوں نے آخری زندگی مدینہ منورہ میں گذاری اور ان کی وہاں حاضری کے ایام کی کیفیات اور اپنے احباب مجلس کے سامنے فرمائے جانے والے ارشادات تو خود سراپائے ادب وعشق تھے۔ آپ دل کے مریض تھے ڈاکٹروں نے بتایا کہ ستر فیصد دل کام چھوڑ چکا ہے صرف تیس فیصد کام کر رہا ہے چنانچہ آپ چل نہیں سکتے تھے۔ بس ایک دو قدم اٹھاتے اور سانس اکھڑ جاتی اور حالت غیر غیر ہونے لگتی۔ لیکن ادب کا حال یہ تھا کہ مسجد نبوی سے جب مواجہہ شریف کی طرف سلام عرض کرنے جاتے تو پیدل ہی جاتے ڈہیل چیئر چھوڑ دیتے، سانس اکھڑتی یا جو بھی حال ہو جاتا مگر پیدل ہی حاضر ہوتے۔ اور اس سے آگے کا منظر ادب واحترام وہ یہ کہ باوجود اس کے آپ بھاری جسامت رکھتے تھے مگر ریاض الجنۃ کے سامنے بس ایک بالشت بھر کی سیٹ والے اسٹول پر بیٹھتے اور پھر گھنٹوں سمندر ادب واحترام میں ڈوب کر جامد وساکت ہو کر وہیں اسی حالت میں حاضر ہوتے حالانکہ ایسی صورت میں حاضری کی ہمت تو ایک باصحت، تنومند نوجوان بھی عموماً اپنے اندر نہیں پاتا، وفات سے ایک روز قبل ہمارے والد صاحب سے فرمایا کہ ”سرکار نے بلایا ہے“ بس صبح کو انتقال ہو گیا۔ اور جنت البقیع میں راحت پذیر ہو گئے۔

اللہ تعالیٰ ہمارے ان اکابر پر کروڑوں رحمتیں فرمائے، ہمیں ان کی برکتوں میں سے کافی حصہ عطا فرمائے۔ آمین۔

بحمد اللہ تمت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قال اللہ تعالیٰ

عسیٰ ان یبعثک ربک مقاماً محموداً

صدق اللہ العظیم

"قریب ہے کہ کھڑا کرے تجھ کو تیرا رب مقامِ محمود میں"۔ ترجمہ شیخ الہند

درود شریف ابراہیمی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ

کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ

اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ

اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ

کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ

اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ

بحضورِ سیّدالمُرسلین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

مَیں ہر آستاں چھوڑ کر آ گیا ہُوں
مُواجہ پہ باچشمِ تر آ گیا ہُوں

رسالت پناہا! نُبوّت کُلاہا!
اِک اُمّیدوارِ نظر آ گیا ہُوں

زمانے نے روکا، مصائب نے ٹوکا
زیارت کی خاطر مگر آ گیا ہُوں

مَحبّت کی شِدّت مجھے کھینچ لائی
عِقیدت کے پیشِ نظر آ گیا ہُوں

اِلیٰ اَصْلِہٖ یَرْجِعُ کُلُّ شَیٍٔ
مَیں بھُولا ہُوا اپنے گھر آ گیا ہُوں

مِری راہ میں گرچہ حائل تھے دریا
خُدا کی قسم بے خطر آ گیا ہُوں

مَحبّت کے سِکّے، عقیدت کی نقدی
یہی لے کے زادِ سفر آ گیا ہُوں

مِرے پاس تک آ سکے گی نہ دُنیا
قریب آپؐ کے اِس قدر آ گیا ہُوں

مِری زِندگی ہو رہی ہے نچھاور
جو روضے پہ میں لمحہ بھر آ گیا ہُوں

مجھے لوگ کہتے ہَیں مقبولِ احمد
اِس ارماں اِس اُمّید پر آ گیا ہُوں

سلام بحضورِ خیرالانام صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

اِلٰہی! محبوبِ کُل جہاں کو، دِل و جگر کا سلام پہنچے
نفَس نفَس کا دُرود پہنچے، نظَر نظَر کا سلام پہنچے

بِساطِ عالَم کی وُسعتوں سے، جہانِ بالا کی رِفعتوں سے
مَلک مَلک کا دُرود اُترے، بَشر بَشر کا سلام پہنچے

حُضورؐ کی شام شام مہکے، حُضورؐ کی رات رات جاگے
مَلائکہ کے حَسیں جلوَ میں، سَحر سَحر کا سلام پہنچے

زبانِ فِطرت ہے اِس پہ ناطِق، ببارگاہِ نبیِؐ صادق
شجَر شجَر کا دُرود جائے، حجَر حجَر کا سلام پہنچے

رسُولِ رحمتؐ کا بارِ احساں، تمام خلقت کے دوش پر ہے
تو ایسے مُحسن کو بستی بستی، نگر نگر کا سلام پہنچے

مِرا قلم بھی ہے اُن کا صدقہ، مِرے ہُنر پہ ہے اُن کا سایہ
حضُورِ خواجہ صلی اللہ علیہ وسلم مِرے قلم کا، مِرے ہُنر کا سلام پہنچے

یہ اِلتجا ہے کہ رُوزِ محشر، گُناہگاروں پہ بھی نظر ہو
شفیعِ اُمّت کو ہم غریبوں کی چشمِ تر کا سلام پہنچے

نفیسؔ کی بس دُعا یہی ہے، فقیر کی اب صدا یہی ہے
سوادِ طیبہ میں رہنے والوں کو عُمر بھر کا سلام پہنچے

صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم